Regd. No. P/GDP-3
Phone No. 35

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا دینی، تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

قرآنِ مجید نمبر

محاسنِ قرآن مجید

کلامِ منظوم از بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

شکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے

کیا وصف اُس کے کہنا ہر حرف اُس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

اُس نے خدا ملایا وہ یار اُس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گذریں اب دن چڑھا یہی ہے

کہتے ہیں حسنِ یوسف دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

ادارۂ تحریر
ایڈیٹر:- خورشید احمد انور
نائب:- بشارت احمد حیدر

اداریہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ!

قرآنِ مجید تمام ابدی صداقتوں کا جامع ہے!

قرآنِ مجید ایک ایسا حسین گلدستہ ہے جس میں ہر طرح کے خوبصورت اور خوشبودار پھول جمع کر دیئے گئے ہیں۔ کوئی ایسی صداقت نہیں جو قائم رہنے کے لائق ہو اور وہ قرآن کریم میں محفوظ نہ کر دی گئی ہو۔ چنانچہ تمام الہامی کتابوں کی وہ پاک تعلیمات جو وقتی طور پر فائدہ پہنچانے کے ساتھ ساتھ ایک مستقل سبق اپنے اندر رکھتی تھیں۔ یا انبیاء کے ماننے والوں کے ایمان، صبر و استقامت اور مثالی ایثار و قربانیوں کے نمونے جو ہر دور کے نوعِ انسان کے لئے قابلِ تقلید ہوں۔ یا مخالفین کی ناپاک سازشیں اور اُن کے بد انجام کا ذکر جو ہمیشہ سعید الفطرت انسانوں کے لئے درسِ عبرت کا حکم رکھتے ہوں، وہ سب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جمع کر دیئے ہیں ــــ اور اِس رنگ میں ہر پہلو سے قرآن مجید کو مکمل اور خاتم الکتب بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف انبیاء کی پاک تعلیمات اور اُن کے پاکیزہ نمونوں اور اُن کے مخالفین کے واقعات کو محفوظ کیا بلکہ بعض غیر نبیوں کے اقوال و کردار اور بعض ایسی پاکباز خواتین کے واقعات بھی ریکارڈ کر دیئے جو اللہ تعالیٰ کے الہام سے مشرف کی گئی تھیں۔ جیسے اُمِّ موسیٰؑ اور حضرت مریم علیہما السّلام وغیرہ۔ ذیل میں صرف چند نمونے درج کئے جا رہے ہیں :۔

روٹی، کپڑا اور مکان :۔ تمدّن کے قیام کے لئے جو سب سے پہلی اور اُصولی تعلیم حضرت آدم علیہ السّلام کو دی گئی تھی وہ چونکہ ہر زمانے میں قابلِ عمل تھی اِس لئے قرآنِ مجید نے سورہ طٰہٰ کی آیت ۱۱۹ - ۱۲۰ میں اس کو محفوظ کر دیا۔ فرمایا، اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ○ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ○ یعنی تمہارا تمدّن ایسا ہونا چاہیئے کہ جس میں نہ کوئی بھوکا رہے، نہ کوئی لباس سے محروم رہے، نہ کوئی پیاسا رہے اور نہ کوئی بغیر کسی چھپّر کے پڑا دھوپ میں جلتا رہے ــــ یعنی روٹی، کپڑا اور مکان ہر انسان کا بُنیادی حق ہے جو اُسے ملنا چاہیئے۔ آج کی مہذب دُنیا اِن بنیادی حقوق کے مُہیّا کر دینے ہی کو اپنی ترقی کا منتہا سمجھ رہی ہے۔ حالانکہ یہ تو وہ بُنیادی اور ابتدائی سبق تھا جو خُدا تعالیٰ نے آج سے ہزاروں سال قبل حضرت آدم علیہ السّلام کو دیا۔ اور دائمی شریعت قرآن مجید میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔

دُعائے سفر :۔ دُعائے سفر جو آپ پڑھتے ہیں "بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (ہود : ۴۲) یہ دُعا حضرت نوح علیہ السّلام نے اپنے ساتھیوں کو کشتی میں سوار کر کے پڑھی تھی۔ بڑی پیاری دُعا تھی اللہ تعالیٰ نے اِس کو قرآن کریم میں محفوظ کر دیا۔ اب قیامت تک یہ دُعا پڑھی جاتی رہے گی۔

مہمان نوازی :۔ صحیح رنگ میں مہمان نوازی کے لئے مومنانہ فراست کی ضرورت ہوتی ہے جو سب سے زیادہ انبیاء میں پائی جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیارا نمونہ جو قرآنِ مجید نے محفوظ کیا وہ یہ ہے : وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ○ (ہود : ۷۰) سلام کلام ہونے کے فوراً بعد حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے مہمانوں کی ضیافت کا انتظام کر دیا۔ مومن اپنی فراست سے اندازہ کر لیتا ہے کہ کتنے سفر سے یہ آرہے ہیں اور کس نوعیت کی مہمانی کی اس وقت ضرورت ہے۔ ہاں اگر صحیح اندازہ نہ کر سکے تو پُوچھ لینے میں کوئی حرج نہیں ــــ !

وقفِ زندگی :۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (الصّٰفّٰت : ۱۰۳) حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السّلام کے اِس واقعہ میں ایک مثالی باپ کی تربیتِ اَولاد اور اس کے بہترین نتائج جو وقفِ زندگی کی صُورت میں ظاہر ہُوئے اور رہتی دُنیا تک کے لئے قابلِ تقلید ہو گئے، قرآنِ مجید نے محفوظ کر دیئے ہیں۔ حضرت اسمٰعیلؑ جب باشعور ہو گئے تو اُن کے والد حضرت ابراہیمؑ نے اُن سے پُوچھا کہ اے میرے بیٹے ! مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا مَیں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس تو فیصلہ کر اس میں تیری کیا رائے ہے ؟ حضرت اسمٰعیلؑ نے فوراً جواب دیا، جو خُدا کا حکم ہے وہی کیجئے۔ انشاء اللہ آپ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا پائیں گے۔

تربیتِ اَولاد :۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے واقعات میں سے تربیتِ اَولاد کا جو طریق خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ریکارڈ کیا ہے وہ یہ ہے کہ : وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ○ (مریم : ۵۶) آپ ہمیشہ اپنے اہل کو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کرتے رہتے تھے۔ اور خود بھی اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ وجود تھے۔

سُنّتِ یوسفیؑ :۔ قید خانہ میں بھی تبلیغ کرنا، حضرت یوسف علیہ السّلام کی سُنّت ہے جو قرآن مجید نے محفوظ کیا ہے۔ فرمایا : يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ (یُوسف : ۴۰) کہ اَے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو ! کیا ایک دوسرے سے اختلاف رکھنے والے خدا بہتر ہیں یا اللہ جو یکتا اور کامل غلبہ رکھنے والا ہے۔

اِسی طرح حضرت یوسف علیہ السّلام کا عجز و انکسار جو خُدا کو بیحد پسند آیا، قرآن کریم میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ فرمایا : وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (یوسف : ۵۴) کہ مَیں اپنے نفس کو ہر قسم کی غلطی سے بَری قرار نہیں دیتا۔ کیونکہ انسانی نفس، سوائے اس کے کہ جس پر میرا رب رحم کرے، بُری باتوں کا حکم دینے پر بہت دلیر ہے۔ میرا ربّ کمزوریوں پر بہت پردہ ڈالنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اَولاد کے لئے دُعا :۔ بے اَولاد لوگوں کے لئے حضرت زکریا علیہ السّلام کی دُعا جو اُنہوں نے اپنے ایسے حالات میں کی جبکہ عام طور پر اَولاد ہونے کا امکان ہی نہ تھا۔ ایک اُمید کا پیغام ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے اس دُعا کو یوں محفوظ فرمایا ہے : قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ○ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ○ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ○ (مریم : ۵ تا ۷) حضرت زکریا علیہ السّلام نے خُدا تعالیٰ کے حضور یُوں دُعا کی کہ اے میرے ربّ ! میری تمام ہڈیاں تک کمزور ہو گئی ہیں۔ اور میرا سر بڑھاپے کی وجہ سے بھڑک اُٹھا ہے۔ اور اَے میرے ربّ ! مَیں کبھی بھی تجھ سے دُعائیں مانگنے کی وجہ سے ناکام و نامراد نہیں رہا۔ اور مَیں یقیناً اپنے رشتہ داروں سے اپنے مرنے کے بعد کے سُلوک سے ڈرتا ہُوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ پس تُو مجھے اپنے پاس سے ایک دوست یعنی بیٹا عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور آلِ یعقوبؑ سے جو دین اور تقویٰ ہم کو ورثہ میں ملا ہے اُس کا بھی وارث ہو۔ اور اَے میرے ربّ ! اس کو اپنا پسندیدہ وجود بنائیو ــــ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اِس دُعا کو قبول فرمایا اور خارقِ عادت طور پر عمر پانے والا بیٹا عطا فرمایا اور پھر اُس کو بھی نبی بنایا۔

(باقی دیکھیئے صفحہ ۱۸ پر)

ہفت روزہ بدر قادیان

قرآنِ مجید نمبر

ــــ بابتہ ــــ

۵/۱۲ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ

مطابق

۲/۹ وفاء ۱۳۶۶ ہش

۲/۹ جولائی ۱۹۸۷ء

جلد : ۳۶	شمارہ : ۲۷/۲۸

شرح چندہ

سالانہ	۴۵ روپے
ششماہی	۲۳ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک	۱۶۰ روپے
فی پرچہ	ایک روپیہ
خاص نمبر	دو روپے

اخبارِ احمدیہ

قادیان - ۲۸ احسان (جون) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں ہفتہ زیرِ اشاعت کے دَوران ڈاک سے ملنے والی اطلاع کے مطابق حضور پُرنور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں اور دن رات مہماتِ دینیہ کے سرکرنے میں مصروف ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام التزام کے ساتھ اپنے محبوب امام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

● ــــ محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی صحت کے بارے گزشتہ اشاعت میں تفصیل دی جا چکی ہے۔ احباب صاحبزادہ صاحب موصوف کی کامل و عاجل صحت یابی کے لئے دُعا کرتے رہیں۔

● ــــ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آف واشنگٹن (امریکہ) کے صاحبزادے مکرم ظاہر مصطفیٰ احمد صاحب سخت بیمار ہونے کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ موصوف کی کامل و عاجل صحت یابی کے لئے دُعا کریں۔

● ــــ محترمہ سیّدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعتِ احمدیہ قادیان کی صحت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ احباب محترمہ سیّدہ موصوفہ کی کامل و عاجل شفا یابی کیلئے نیز صحت والی لمبی عمر پانے کیلئے دُعا کرتے رہیں۔

● ــــ مقامی طور پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام و احبابِ جماعت بخیریت ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر : نگران بورڈ بدر قادیان

قرآن شریف اپنی رُوحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے

کلمات طیّبات بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السّلام

"قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں، اپنی حکمتوں، اپنی صداقتوں، اپنی بلاغتوں، اپنے لطائف و نکات، اپنے انوارِ رُوحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے اور اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرما دیا ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں کہ صرف مسلمانوں نے فقط اپنے خیال میں اُس کی خوبی کو قرار دے دیا ہے۔ بلکہ وہ تو خود اپنی خوبیوں اور اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے اور اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رہا ہے اور بلند آواز ھَلْ مِنْ معارض کا نقارہ بجا رہا ہے اور دقائق و حقائق تو اُس کے صرف دو تین نہیں جس میں کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اس کے دقائق تو بحرِ زخار کی طرح جوش مار رہے ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں۔ کوئی صداقت نہیں جو اس سے باہر ہو کوئی حکمت نہیں جو اس کے محیطِ بیان سے رہ گئی ہو۔ کوئی نور نہیں جو اس کی متابعت سے نہ ملتا ہو۔ اور یہ باتیں بلا ثبوت نہیں۔"

(براہینِ احمدیہ صفحہ ۶۶۳-۶۶۴ حاشیہ نمبر۱۱)

• • •

"مَیں جوان تھا اب بوڑھا ہو گیا۔ اور اگر لوگ چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ مَیں دُنیا داری کے کاموں میں نہیں پڑا اور دینی شغل میں ہمیشہ میری دلچسپی رہی مَیں نے اس کلام کو جس کا نام قرآن ہے، نہایت درجہ تک پاک اور روحانی حکمت سے بھرا ہُوا پایا۔ نہ وہ کسی انسان کو خدا بناتا اور نہ روحوں اور جسموں کو اس کی پیدائش سے باہر رکھ کر اس کی مذمّت اور نندیا کرتا ہے اور وہ برکت جس کے لئے مذہب قبول کیا جاتا ہے اس کو یہ کلام آخر انسان کے دل پر وارد کر دیتا ہے۔ اور خدا کے فضل کا اس کو مالک بنا دیتا ہے۔ پس کیونکر ہم روشنی پا کر پھر تاریکی میں آویں اور آنکھیں پاکر پھر اندھے ہو جائیں۔"

(سناتن دھرم صفحہ ۶)

• • •

"میرا بڑا حصّہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گزرا ہے مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مَیں نے کسی دوسرے مذہب کی کسی تعلیم کو خواہ اُس کا عقائد کا حصّہ اور خواہ اخلاقی حصّہ اور خواہ تدبیر منزل اور سیاستِ مدنی کا حصّہ اور خواہ اعمالِ صالحہ کی تقسیم کا حصّہ ہو، قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول اِس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان شخص ہوں بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دوں اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں بلکہ ایسے وقت میں جبکہ دُنیا میں مذاہب کی کُشتی شروع ہے مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کُشتی میں آخر اسلام کی فتح ہے۔"

(پیغام صلح صفحہ ۶۲-۶۳)

• • •

"قرآن شریف میں سب کچھ ہے۔ مگر جب تک بصیرت نہ ہو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ قرآن شریف کو پڑھنے والا جب ایک سال سے دوسرے سال میں ترقی کرتا ہے۔ تو اپنے گزشتہ سال کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ اُس وقت طفلِ مکتب تھا۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اس میں ترقی بھی ایسی ہی ہے۔ جن لوگوں نے قرآن شریف کو صرف ذوالوجوہ کہا ہے اُنہوں نے قرآن شریف کی عزّت نہیں کی۔ قرآن شریف کو ذوالمعارف کہنا چاہیئے۔ ہر مقام میں سے کئی معارف نکلتے ہیں اور ایک نکتہ دوسرے نکتہ کا نقیض نہیں ہوتا۔ مگر زود رنج کینہ پرور اور غصّہ والی طبائع کے ساتھ قرآن شریف کی مناسبت نہیں ہے۔ اور نہ ایسوں پر قرآن شریف کھلتا ہے۔"

(الحکم ۱۰ر مارچ ۱۹۰۱ء)

◎ ◎ ◎

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے ٭ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

کلام منظوم در مدح قرآن کریم از بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے
ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا
وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا
اس نے درخت دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
اس سے خدا کا چہرہ نمودار ہو گیا
شیطاں کا مکر و وسوسہ بیکار ہو گیا
جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے
قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

تو نے سکھایا فرقاں جو ہے مدار ایماں
جس سے ملے ہے عرفاں اور دور ہووے شیطاں
یہ سب ہے تیرا احساں تجھ پہ نثار ہو جاں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں
ان پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
ہے چشمۂ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت
یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اخلاق فاضلہ کے بارہ میں قرآن مجید کی تعلیم

از مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

ایک مستشرق مسٹر ایچ۔ جی۔ ویلز نے ایک کتاب انگریزی زبان میں لکھی ہے جس کا نام ہے "دی آؤٹ لائنز آف ہسٹری" (The outlines of History)

اس کتاب میں مصنف نے اسلام، قرآن مجید اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اگرچہ بعض جگہوں پر سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس کا قلم گستاخ بھی ہو گیا ہے۔ لیکن وہ اس حقیقت کا اقرار کرتا ہے کہ اسلام اور قرآن مجید نے نہایت عمدہ اور اعلیٰ تعلیمات پیش کی ہیں اور خود (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے ساتھیوں نے اعلیٰ اخلاق کو پیش کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ ابتداء میں جب قرآن مجید کی تعلیم پیش ہوئی اور اسلام کی تبلیغ شروع ہوئی تو معاشرہ میں ظلم و ستم کا دور دورہ تھا جس کے نتیجہ میں سوسائٹی دب کر رہ گئی تھی۔ قرآن مجید میں لطف و کرم مہر و محبت۔ فیاضی و اخوت کی تعلیم بھری ہوئی تھی۔ اس کی تعلیمات میں تازگی۔ پاکیزگی۔ اعلیٰ اخلاقی تعلیم تھی جس وجہ سے اسلام نے جلد جلد ترقی کی (ملاحظہ ہو دی آؤٹ لائنز آف ہسٹری) (صفحات: ۵۰۹ - ۵۸۱ - ۵۸۹)

مسٹر ایچ ویلز کی یہ تحریر حقیقت پر مبنی ہے۔ قرآن مجید سارے بنی نوع انسان کے لئے ایک آخری شریعت ہے اور اسلام کسی ایک قوم اور ملک کے لئے نہیں بلکہ سارے بنی نوع انسان کے لئے ہے اور اس کے ایوان رفیع میں بنیادی اور اہم تعلیم جسے بنیادی اینٹ کہنا چاہیئے عقیدہ توحید ہے۔ ساری بشریت پر قرآن مجید اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے توحید باری تعالیٰ کا بالکل واضح۔ غیر مبہم اور روشن تصور پیش کیا ہے اور اسے اتنی بدیہی حقیقت بنا دیا ہے کہ اب اس سے کامل انحراف کسی سے بھی بن نہیں پڑتا۔ بقول اکبر الہ آبادی تثلیث کے قائل نے بھی خالق کو کہا ایک

تھی تین پہ سرکی مری ہیبت سے تجا ایک

قرآن مجید کی توحید کی تعلیم نے ہی ہماری اجتماعی اور انفرادی زندگی استوار کی ہے کیونکہ جس شخص کو خدا تعالیٰ کی کامل معرفت حاصل ہو جاتی ہے وہ بدی اور بداخلاقی کے قریب نہیں جاتا اور جس قدر کوئی شخص بدی میں ملوث ہوتا ہے اسی قدر وہ حجاب میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ

یعنی وہ لوگ جو گناہ کرتے ہیں بوجہ قلت معرفت کے کرتے ہیں۔ یعنی گناہ کا اصل باعث معرفت کی کمی ہوتی ہے اور عقل انسانی بھی قرآن مجید کی اس بات کی تائید کرتی ہے۔ جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ فلاں کھانے میں زہر ہے وہ اسے کبھی نہیں کھاتا۔ اسی طرح جب وہ جانتا ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے اس میں کبھی ہاتھ نہیں ڈالے گا۔ معلوم ہوا کہ بدی کا ارتکاب بوجہ جہالت اور عرفان کی کمی سے ہوتا ہے۔ اور جو مذہب عرفان پیدا کرے گا وہ اپنے ماننے والوں کے لئے اخلاق کامل کا دروازہ بھی کھولتا ہے۔

اخلاق کی کیا تعریف ہے اس بارہ میں بھی لوگوں کو بہت دھوکا لگا ہے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ محبت عفو، دلیری وغیرہ یہ اچھے اخلاق ہیں اور غضب۔ نفرت۔ سختی وغیرہ برے اخلاق ہیں۔ لیکن حقیقت یہ نہیں ہے یہ تمام کے تمام امور خلق نہیں بلکہ یہ امور طبعی ہیں نہ محبت کوئی خلق ہے نہ عفو کوئی خلق ہے نہ دلیری کوئی خلق ہے اسی طرح نہ غضب۔ نہ سختی نہ خوف کوئی بدخلق ہے۔ یہ سب انسان کے طبعی تقاضے ہیں اور یہ طبعی امور حیوانوں اور جانوروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ حیوان بھی محبت کرتے ہیں۔ دلیری دکھاتے ہیں۔ سختی کرتے ہیں خوف کھاتے ہیں مگر ہم کبھی یہ نہیں کہتے کہ فلاں حیوان بڑا با اخلاق ہے یا بڑا بداخلاق ہے۔ اس بارہ میں یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ طبعی تقاضے جب عقل اور مصلحت کے ماتحت آ جائیں تب ان کو اخلاق کہتے ہیں چنانچہ قرآن مجید نے اسی حقیقت کو پیش کیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(سورۃ شوریٰ ع ۴)

یعنی بدی کا بدلہ اتنا ہی ہے جتنا کہ جرم کا۔ پھر جب کوئی شخص کسی کو نقصان پہنچائے اور وہ اس کے گناہ کو معاف کر دے اس صورت میں کہ اس سے اصلاح پیدا ہوتی ہو اور اس کا نتیجہ فساد نہ ہو تو ایسے شخص کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔ وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

یعنی جو شخص جرم سے زیادہ سزا دے یا باوجود اس کے کہ عقلاً معلوم ہوتا ہو کہ مجرم کو سزا دی گئی تو اس کے اخلاق مزید بگڑ جائیں گے۔ اور وہ اور بھی نیکی سے محروم ہو جائیگا۔ محض دکھ دینے کے لئے اس کو سزا دے۔ یا یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس شخص کو اگر معاف کیا گیا تو گناہ پر اور بھی دلیر ہو جائے گا اور لوگوں کو نقصان پہنچائے گا معاف کر دے تو ایسا شخص بھی ظالم ہوگا۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ قرآن مجید نے کس طرح اخلاق کی حیثیت کو پیش کیا ہے۔ پہلے بتایا کہ جرم کی اس قدر سزا دینا اصل حکم ہے اور یہ ایک طبعی تقاضا ہے کہ جس شخص کو جس قدر نقصان پہنچے اس کو اسی قدر نقصان پہنچایا جائے مگر فرمایا انسان جو با اخلاق بننا چاہتا ہے اس کو اس امر پر غور کرنا چاہیئے مگر جرم کی اصلاح سزا سے ہوتی ہے یا معاف کرنے سے ہوتی ہے۔ اگر معاف کرنے سے اصلاح کا احتمال ہو تو عفو سے کام لینا چاہیئے۔ انتقام نہیں لینا چاہیئے اور اگر اصلاح سزا سے ہوتی ہو تو اپنے دل کی کمزوری یا کسی اور وجہ سے اس کو معاف نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اس صورت میں وہ شخص اصلاح سے محروم ہو جائے گا۔ اور یہ رحم نہیں ہوگا بلکہ ظلم ہوگا۔ پس قرآن مجید کے نزدیک اچھے اخلاق کے معنی یہ ہیں کہ انسان طبعی تقاضوں کو عقل اور مصلحت کے ماتحت استعمال کرے۔ اور برے اخلاق کے معنی یہ ہیں کہ بلا سوچے سمجھے بے محل اور بے موقع طبعی تقاضوں کو استعمال کرے۔

قرآن مجید کی آمد کے وقت یہ سب طبعی تقاضے موجود تھے۔ لیکن ان طبعی تقاضوں کو عقل اور مصلحت کے ماتحت استعمال نہیں کیا جا رہا تھا بلکہ بے محل اور بے موقع استعمال کیا جا رہا تھا جس وجہ سے معاشرہ بیحد خراب ہو چکا تھا۔ قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں خود سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ کرام نے ان طبعی تقاضوں کو عقل اور مصلحت کے ماتحت استعمال کر کے اخلاق عالیہ کا ایک بہترین نمونہ پیش کیا جس سے غیر بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

حضرت عمر فاروق اعظمؓ جب بیت المقدس میں داخل ہوئے تو ان کی سادگی خشیت الٰہی اور اخلاق عالیہ کو دیکھ کر وہاں کے عیسائی متاثر ہوئے اور بول اٹھے کہ مسلمان عیش و عشرت کے لئے جدوجہد نہیں کرتے بلکہ نوع انسان کو سنوارتے۔ اور صفحہ دہر سے باطل کو مٹانے اور اخلاق فاضلہ کو قائم کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

حضرت عمرؓ نے اپنے ارشاد اور اعتاب سے اپنے والیوں فوجی سرداروں اور لشکریوں کو پاکیزگی اور بے نفسی کی تعلیم دی اور اعلیٰ اخلاق محبت۔ جرأت۔ ہمت۔ عفو۔ دیانتداری کی قرآنی تعلیم دے کر ان کو اسلام کی سچی تصویر بنا دیا تھا جن کو دیکھ کر غیر مسلم خود اسلام کی طرف جھکتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کے زمانے میں جتنے علاقے فتح ہوئے وہاں کے باشندے بطیب خاطر سب کے سب مسلمان ہو گئے

مسٹر ایچ جی ویلیز نے جن کا حوالہ میں نے اپنے مضمون کے شروع میں دیا ہے اپنی اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ

"مسلمانوں میں زوال اسی وقت شروع ہوا جب انہوں نے اپنے ان اخلاق کو زائل کر دیا جس سے انسانیت متاثر ہوئی تھی"

اس کا یہ لکھنا بھی ایک تلخ حقیقت ہے کیونکہ مسلمانوں میں قرآنی تعلیم نے ہی اخلاق فاضلہ پیدا کئے تھے جس کے نتیجہ میں وہ بام عروج پر پہنچے تھے۔ اور بعد میں آنے والے مسلمانوں نے قرآن مجید کی تعلیم سے انحراف کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اخلاق فاضلہ ان سے رخصت ہو گئے اور وہ قعر ذلت میں جا پڑے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کے مطابق مسلمانوں پر نحوست ادبار آیا جب کہ انہوں نے قرآن مجید کی تعلیمات کو فراموش کر دیا چنانچہ فرمایا ؎

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ کے زمانے میں ایک یہودی ان کا بہت معتقد ہو گیا۔ جب مسلمانوں نے اس سے کہا کہ وہ اسلام قبول کرے۔ تو اس نے جواب دیا اگر مسلمانی وہی ہے جس پر بایزید عمل کرتے ہیں تو وہ بہت اونچی چیز ہے۔ اس پر عمل نہیں کر سکتا اور اگر مسلمانی وہ ہے جس پر تم عمل کرتے ہو تو اس سے مجھ کو شرم آتی ہے۔

اسی طرح ایک امریکن کی یہ بات مشہور ہے کہ جب وہ قرآن مجید کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کا جی چاہتا ہے کہ وہ فوراً مسلمان ہو جائے۔ لیکن جب وہ مسلمانوں کی زندگی کو دیکھتا ہے تو وہ قرآن مجید کی تعلیم کے سراسر خلاف نظر آتی ہے تو پھر اسلام کے قبول کرنے سے باز رہتا ہے۔

موجودہ دور کی انسانیت اسی کرب و اذیت میں مبتلا ہے جس میں وہ قرآن مجید کے نزول کے وقت اور سید نا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مبتلا تھی اور اسکی نظر خدا کے آخری پیام انسانیت کی طرف اٹھ رہی ہے اگر آج مسلمان قرآن مجید کی تعلیم پر پھر سے قائم ہو جائے اگر آج مسلمان اپنے اندر وہی اخلاق فاضلہ پیدا کرے جو قرآن مجید نے بتائے ہیں۔ اگر آج پھر اس کے اندر سچائی۔ دیانت داری۔ عدل۔ پیرو ری اخوت۔ عفو۔ درگزر۔ انسانی دوستی۔ حلم۔ بردباری۔ رفق۔ لطف خوش کلامی۔ میانہ روی۔ خودداری۔ خود شناسی جیسے اخلاق قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں قائم ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ دکھ بھری انسانیت قرآن مجید اور اسلام کو دنیا کے لئے صحیح معنوں میں رحمت اور برکت سمجھنے کے لئے مجبور نہ ہو۔

آخر میں یہ مژدہ سنانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس زمانے میں پھر سے قرآنی اخلاق کو دنیا میں قائم کرنے اور نہ صرف قال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر قرآنی تعلیمات کو اعمال کے قالب میں ڈھال کر دنیا کو قرآن کریم کے حسن سے روشناس کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل کو امام مہدی کے منصب پر فائز کر کے بھیجا چنانچہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے آکر قرآن کریم کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات کو اپنے عملی نمونے سے پیش فرمایا اور اپنی پاک جماعت میں ان اخلاق کو قائم کرنے کی کوشش فرمائی۔ اور یہ کوئی خودستائی کی بات نہیں بلکہ غیر بھی اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت وہ اعلیٰ اخلاق دکھا رہی ہے جو مسلمانوں میں ناپید ہو چکے تھے۔ چنانچہ علامہ اقبال نے واشگاف الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے اپنے ایک لیکچر میں کہا تھا:—

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔"

(ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر صفحہ ۱۸)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی طرف سے

تعزیتی قرارداد کا جواب

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے پیش کردہ تعزیتی قرارداد کے جواب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذیل کا مکتوب موصول ہوا ہے۔ جو احباب جماعت بھارت کی اطلاع کے لئے شائع کیا جا رہا ہے

ناظر اعلیٰ قادیان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لندن۔ پیارے محترم ملک صلاح الدین صاحب ناظر اعلیٰ قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت پھوپھی جان نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی وفات پر تعزیت نامہ موصول ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اُن کی جُدائی سے دل حزیں ہے۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صبر جمیل کی توفیق دے اور حضرت پھوپھی جان مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کو پورا کرنے کی ہمت عطا کرے۔

تمام ممبران جماعت احمدیہ بھارت کو میرا محبت بھرا السلام علیکم پہنچا دیں شکریہ۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

قرآن کریم اور مذہبی رواداری۔ بقیہ صفحہ ۵

کہ ہندوستان میں ایک سانولے رنگ کا نبی گزرا ہے جس کا نام کرشن یا کاہن یعنی کرشن تھا پس ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ باقی انبیاء کی طرح حضرت کرشن جی کی بھی دل سے عزت و تکریم کرے۔

اسی طرح سری گورو نانک دیو جی کے بارے میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے

بود نانک عارف مرد خدا
رازہائے معرفت را راہ کشا

کہ بابا نانک ایک عارف باللہ انسان اور معرفت کے راز کھولنے والے تھے پس تمام مذاہب میں رواداری اور صلح و اتفاق پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تمام پیشوایان مذاہب کی عزت و تکریم کی جائے اور ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کا لحاظ رکھا جائے اور کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

تقریب رخصتانہ

خاکسار کی ماموں زاد ہمشیرہ مکرمہ فرزانہ پروین صاحبہ بنت مکرم معین الدین صاحب مرحوم ساکن خانپور نگرا حال مقیم دھنباد (بہار) کا نکاح مکرم اکبر صاحب ولد مکرم علاء الدین صاحب ساکن امروہہ لکھی پچھ کے ساتھ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو پڑھا تھا اور رخصتانہ ۲۹ جون ۱۹۸۷ء کو رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ اس تقریب میں متعدد غیر از جماعت دوست بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مبلغ -/۱۰ روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔

(خاکسار سید بشیر احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پٹنہ)

نمایاں کامیابی

خدا کے فضل و کرم سے خاکسار کی نواسی عزیزہ امۃ الشافی بنت ایم نشیر احمد صاحب آف بھوبنیشور نے ہندی کے پہلے امتحان "پرتھما" میں کرناٹک اسٹیٹ میں تیسری پوزیشن میں کامیابی حاصل کی ہے۔

اسی طرح خاکسار کی پوتی عزیزہ قمر النساء ے۔ س۔ ی۔ ی کے امتحان میں کامیاب ہوئی ہیں دونوں کے روشن مستقبل کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ مبلغ -/۱۵ روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔ (صدر جماعت احمدیہ ہبلی)

قرآن کریم اور مذہبی رواداری

از مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اسلام دینِ فطرت ہے اور قرآن مجید خالقِ فطرت و کائنات کا کلام ہے۔ جو ایک مکمل ضابطۂ اخلاق ہے اور انسانی زندگی کے ہر پہلو میں اس کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔

قرآن مجید باوجود اختلاف مذہبی کے باہمی رواداری کی تعلیم دیتا ہے اور مختلف مذاہب والوں اور قوموں کو آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا حق عطا فرماتا ہے چنانچہ اسلامی نقطہ نگاہ سے ہر شخص کو ضمیر و مذہب کی مکمل آزادی ہونا چاہیئے اور مذہبی معاملات میں کسی قسم کا جبر و تشدد نہیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(۱) لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرہ)

(ب) فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (الکہف)

(ج) لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ (الکافرون)

کہ دینی معاملات میں کسی قسم کا جبر و اکراہ جائز نہیں کیونکہ جبر و اکراہ سے ہم کسی شخص کے جسم اور زبان پر قابو پا کر اسے منافق تو بنا سکتے ہیں حقیقی مومن نہیں۔

ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ ایمان لائے یا انکار کرے۔ ہر ایک کا دین و مذہب وہ ہے جس کا وہ خود اقرار کرتا ہے نہ کہ وہ جو اس کا مخالف اس کی طرف منسوب کرے گا گویا کہ کسی کے دل و دماغ پر کوئی پابندی نہیں حقوق انسانی کے متذکرہ بالا منشور میں بھی ہر شخص کو مذہبی تبلیغ و پرچار کا حق دیا گیا ہے۔ کہ وہ تحریر و تقریر کے ذریعہ دلائل و براہین کے ذریعہ اور محبت و ترغیب سے کسی کو اپنا ہم خیال و ہم عقیدہ بنا لے الغرض مذہب کو فتنہ و فساد اور ظلم و تشدد کا ذریعہ اور آلہ نہ بنایا جائے۔ "اہنسا پرمو دھرما" عدم تشدد کے اصول کو مذہبی دنیا میں مدنظر رکھا جانا چاہیئے ہر شخص اپنی مذہبی تعلیمات پر عمل کر کے اپنے نفس کی اصلاح۔ معاشرہ کی اصلاح اور خالق کائنات سے محبت و خلوص کا تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرے نہ وہ کسی دوسرے بھائی کی مذہبی آزادی سلب کرے اور نہ ہی کسی پیشوا کی توہین کرے۔ گوربانی میں ہے

سنت کی نندا کرے نہ کوئے
جو نندے تس پت نہ ہوئے

اگر مذہب کے اختلاف کی بناء پر فساد ہوگا تو کمیونسٹوں کو یہ کہنے کا موقعہ ملے گا Religion is the opium of people کہ مذہب لوگوں کے لئے افیون ہے۔

آزادی ملنے کے بعد ملک کے بعض حصوں میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے اور کبھی کبھی اب بھی ہوتے ہیں۔ یہ فسادات اسلئے ہوتے ہیں کہ ایک مذہب سے تعلق رکھنے والے بعض افراد دوسرے مذہب والوں کے مذہبی جذبات کا لحاظ نہیں رکھتے اور ان کے پیشوا نبی۔ رسول۔ رشی منی کی صحیح عزت نہیں کرتے بلکہ بسا اوقات بعض فتنہ پرور دوسرے دھرم کے پیشواؤں کی ہتک و تذلیل کرنا موجب فخر سمجھتے ہیں جس سے دوسرے فرقہ کے لوگوں کو اشتعال آتا ہے تو وہ جوش میں آکر اور ہوش کو کھو کر فتنہ و فساد پر تل جاتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ معصوموں کی جان، مال اور عزت کی تباہی و بربادی کی صورت میں نکلتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اس مذہبی جذبہ و منافرت کو دور کرنے اور باہمی رواداری اور محبت و پریم کے جذبات کو فروغ دینے کے لئے قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں فرمایا کہ ہمارا خدا رب العالمین ہے۔ اس کی ربوبیت تامہ نے ہر ملک و قوم کے اندر لوگوں کی اصلاح و رہنمائی کے لئے اپنے نبی اور رسول بھجوائے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے:-

(الف) وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (فاطر)

(ب) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل)

کہ ہم نے ہر قوم میں ایسے مصلحین اور ریفارمر بھیجے ہیں جنہوں نے توحید الٰہی اور عبادت الٰہی کی تعلیم دی اور انہیں شرک و بدعت اور بدیوں اور برائیوں سے بچنے کی تعلیم دی۔

اسی طرح گوربانی میں بھی ہے ؎

ہر جگ جگ بھگت اُپایا
پیج رکھدا آیا رام راجے
بن ستگور کنے نہ پایو
بن ستگور کنے نہ پایا
کبیر لو نگلا رام اللہ کا
سب گور پیر ہمارے
سنت کی نندا کرے نہ کوئی
جو نندے تس پت نہ ہوئے

پس جب ہر قوم اور ہر جاتی میں مہا پرش اور خدا کے پیارے آئے ہیں تو باہمی محبت و اتحاد پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر قوم و مذہب کے بزرگوں اور پیشواؤں کی عزت و تکریم کی جائے اسی سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے:-

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش۔ صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑ ہا دلوں میں ان کی حرمت و عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا اس اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔"

(تحفہ قیصریہ)

جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اسی کے مطابق عقیدہ رکھتی اور عمل کرتی ہے۔ اس لئے جماعت کے تعلقات ہندو سکھ بھائیوں اور دوسری اقوام سے خوشگوار ہیں اور اس محبت بھری اور امن پسندانہ تعلیم کو پھیلانے کے لئے ہم ہر سال "جلسہ پیشوایان مذاہب" منعقد کرتے ہیں۔ اور ایک ہی پلیٹ فارم سے مختلف دھرموں کے نمائندگان اور سکالرز اپنے رشیوں منیوں نبیوں مہاپرشوں اور گوروؤں کے پوتر جیون اور پاک تعلیم کو پیش کر کے پریم اور رواداری کا ایک گلدستہ تیار کرتے ہیں۔ اور یہی وہ اصول ہے جس کو اپنا کر مذہب دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ سیرت کے ان جلسوں کے نتیجہ میں مذہبی تعصب کم اور محبت و رواداری کے جذبات ترقی پا رہے ہیں اتحاد مذہب کے لئے فضا دن بدن سازگار ہو رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے ایسے ہی جلسوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کچھ عرصہ قبل اڈیٹر جناب اخبار ملاپ نے لکھا تھا۔

"یہ خوشی کی بات ہے کہ اب غلط فہمی کے بادل چھٹتے جاتے ہیں۔ چنانچہ اہل ہنود رفتہ رفتہ حقیقت آشنا ہو رہے ہیں ماضی قریب میں دیکھا گیا ہے کہ اگر ہندو اور دیگر غیر مسلم پیغمبر اسلام کی نعت خوانی کر رہے ہیں تو دوسری طرف بہت سے تعلیم یافتہ مسلمان کھلے دل سے حضرت کرشن جی کی مدحت طرازی میں مصروف ہیں اور یہ امر اقوام ہند کے باہمی اتحاد و اتفاق کے واسطے نہایت مبارک اور اہم ہے۔ کیونکہ ترقی اور آزادی ہند کا انحصار اسی امر پر ہے۔"

(اخبار ملاپ کرشن نمبر اگست ۱۹۳۹ء)

ضمناً یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جہاں قرآن مجید میں حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت داؤد حضرت سلیمان علیہم السلام کا ذکر ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شری کرشن جی کے بارے میں فرمایا ہے۔

"کَانَ فِی الْہِنْدِ نَبِیًّا اَسْوَدَ اللَّوْنِ اِسْمُہٗ کَاہِنًا"

(دیلمی) (باقی صفحہ پر)

عبادات کے متعلق قرآنی تعلیمات

از مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

عبادت دراصل محبت ہی کا دوسرا نام ہے۔ جب انسان انتہا درجہ کی محبت کرتا ہے۔ یا جب انتہا درجہ کی امید ہو۔ انتہا درجہ کا خوف ہو۔ یہ سب عبادت میں داخل ہیں اگر کوئی مال سے انتہا درجہ کی محبت کرتا ہے تو وہ اُس کا بندہ ہوتا ہے خدا کا بندہ وہ ہے جو خدا کے سوا اور چیزوں کی حد اعتدال تک رعایت کرتا ہے۔ اسلام میں محبت منع نہیں مگر ایک حد تک۔ قرآن مجید کی آیت وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ اس مضمون کو واضح کرتی ہے۔

انسانی پیدائش کی علّت غائی

قرآن مجید نے انسانی پیدائش کی غرض اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ قرار دی ہے یعنی خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو انسانی پیدائش کی علت غائی یہی عبادت ہے جیسے دوسری جگہ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔

عبادت کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے کہ انسان ہر قسم کی قساوت و کجی کو دور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنا دے جیسے زمیندار صاف کرتا ہے عرب کہتے ہیں مور معبد یعنی سرمہ باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر پتھر ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف ہو کہ گویا روح ہی روح ہو۔ اسی کا نام عبادت ہے مذکورہ آیت کا یعنی یہی مفہوم ہے کہ ہم نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا ہے تا وہ ہمارے عبد بنیں یعنی انسان اپنے آپ کو الٰہی رنگ سے رنگین کرے یا بالفاظ دیگر اپنے اندر الٰہی صفات پیدا کرے۔

اسلامی عبادات

قرآن مجید نے عبادات کو ذرائع قرار دیا ہے اور اصل مقصود تزکیہ نفس اور صفات الٰہیہ کو اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔ ایسے اعمال جو عبادت کے لئے مختص ہیں اسلام نے پانچ قسم کے مقرر کئے ہیں

(۱)۔ نماز (۲) ذکر الٰہی (۳) روزہ (۴) حج (۵) قربانی۔ ان پانچوں قسم کے احکام میں تمام مذاہب میں قریباً اشتراک پایا جاتا ہے۔ گو طریق عبادت مختلف ہیں۔ اسلام نے عبادت میں خلوص کی بنیاد دل پر رکھی ہے اگر دل گندہ ہو اور محبت سے خالی ہو تو ظاہر میں کتنی فروتنی دکھائی جائے یا اخلاص کا اظہار کیا جائے اُس کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ ایسا فعل ایک لعنت ہے قرآن کریم نہ صرف اس نکتہ کو تسلیم کرتا ہے۔ بلکہ اس پر خاص زور دیتا ہے۔ فرماتا ہے۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ (سورہ ماعون)

یعنی خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہو گا اُن لوگوں پر جو عبادت تو کرتے ہیں مگر اُس کی حقیقت سے غافل ہیں اور صرف لوگوں کو دکھاوے کے لئے نماز پڑھ لیتے ہیں۔

اسی طرح فرماتا ہے جو لوگ صدقات دکھاوے کے طور پر دیتے ہیں۔ مگر دل میں کوئی اخلاص نہیں ہوتا فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا (البقرہ ع ۳۶)

اُن کی حالت اُس پتھر کی طرح ہوتی ہے۔ جس پر مٹی جمی ہوئی ہو اور جب بارش اس پر پڑے تو بجائے اس کے کہ دانہ اُگے وہ مٹی کو بھی بہا دیتی ہے اور دانہ اُگنے کا احتمال بھی باقی نہیں رہتا۔ اس قسم کا صدقہ دینے والا بھی بجائے کسی فضل کا وارث ہونے کے اپنی حالت کو اور بھی خراب کر لیتا ہے۔ پس اسلام کے نزدیک جب تک دل ساتھ نہ ہو اُس وقت تک عبادت نفع نہیں دیتی۔ لیکن اسلام اس امر پر بھی زور دیتا ہے کہ دل کے ساتھ زبان اور جسم بھی عبادت میں شامل ہونے چاہئیں۔

سب سے بڑی عبادت جو اسلام نے اپنے متبعین کے لئے مقرر فرمائی ہے وہ نماز ہے۔ جو گویا اسلامی عبادتوں کی جان ہے۔ پانچ وقت ایک مسلم کے لئے یہ فرض ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر ان مقررہ قواعد کی رو سے جو اس کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ پہلے وہ وضو کرتا ہے یعنی ایک مقررہ طریق پر ہاتھ پاؤں دھوتا ہے اس میں علاوہ طہارت اور صفائی کے فائدہ کے جس پر اسلام نے خاص زور دیا ہے۔ روحانی فائدہ بھی ہے اور وہ یہ کہ اس طرح ان تمام راستوں کی حفاظت ہو جاتی ہے جن کے ذریعہ سے خیالات پراگندہ ہوتے ہیں یعنی حواس خمسہ یعنی کان۔ ناک آنکھ۔ منہ اور قوت لامسہ کے قائمقام ہاتھ اور پاؤں کی جو لوگ روحانیت کا ادراک رکھتے ہیں وہ اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ سکتے۔ اسلام نے ان دونوں امور کی طرف اس کے نام سے اشارہ کیا ہے یعنی وضو کے لفظ سے جس کے معنی صفائی اور خوبصورتی کے ہیں اس سے نماز بھی خوبصورت ہو جاتی ہے اور اس سے ظاہری صفائی بھی ہو جاتی ہے جو باطنی صفائی کے لئے نہایت ضروری ہے اور اس طرح نماز میں وہ حقیقت پیدا ہو جاتی ہے جس کے لئے وہ ادا کی جاتی ہے۔ وضو کے بعد انسان قبلہ رخ کھڑا ہو جاتا ہے جس سے اُسے حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں اور اُس کے نیک نتائج کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے پھر بعض مقررہ عبادات پڑھتا ہے جو تین روحانی امور پر مشتمل ہیں۔

(۱) تسبیح تحمید جن سے خدا تعالیٰ کا صفاتی وجود اُس کے سامنے آ جاتا ہے اور اُس کا دل جوش محبت اور غلبہ اخلاص سے حرکت میں آ جاتا ہے اور ایک خاص کشش اُس کو اللہ کی طرف پیدا ہو جاتی ہے۔

(۲)۔ دوسرے یہ اقرار کہ بندہ اپنی تمام ترقیات میں اللہ کی نصرت و مدد کا محتاج ہے۔ اس سے اُس کے دل میں اپنی کمزوریوں کا احساس پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنی اصلاح اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

(۳)۔ تیسرے دعا ہے جو گویا عبادت کی اصل جڑ ہے۔ نمازی اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتا ہے۔ اُس کی محبت کی روح کو اپنی محبت کی روح پر ڈال کر اُس سے وہ فیوض حاصل کرتا ہے۔

نماز کے ادا کرنے کے لئے شریعت نے ظاہری علامات مقرر کی ہیں وہ بھی پُر حکمت ہیں۔ یعنی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔ رکوع کرنا۔ ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا۔ سجدہ کرنا۔ دو زانو بیٹھنا۔ یہ تمام حرکات وہ ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں کمال تذلل کے اظہار کے لئے اختیار کی جاتی ہیں۔ اسلام نے اپنی عبادت میں ان سب باتوں کو جمع کر لیا ہے۔ یہ بھی حکم ہے کہ نماز کے وقت سب مسلمان مل کر نماز ادا کریں۔ تاکہ اخوت کا جذبہ ترقی کرے۔ اس میں ایک بادشاہ اور ایک ادنیٰ مزدور پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں تو دل حقیقی طور پر محسوس کرتا ہے کہ ایک ایسی ہستی کے سامنے سب لوگ یکساں محتاج ہیں اور اس طرح روح مساوات قائم ہوتی ہے اسلامی عبادات کی دو بڑی غرضیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر

(۲) روحانی ترقی کا حصول۔

اسلامی نماز انسان کو بدیوں اور ناپسندیدہ باتوں سے بچاتی ہے اور اطمینان قلبی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلامی نماز کی تعلیم زبردست حکمتوں پر مبنی ہے اور دوسرے مذاہب کی عبادات میں اس قدر خوبیاں نہیں ہیں۔

دوسری قسم عبادت کی ذکر الٰہی ہے اس کی حکمت اسلام نے یہ بتائی ہے کہ نماز جو خاص شکل اور خاص شرائط کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اُسے آدمی ہر وقت نہیں پڑھ سکتا۔ مگر جس طرح انسان کا جسم تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد پانی کا محتاج ہوتا ہے۔

جس کے بغیر اُسے تشنگی کی شدت بے تاب کر دیتی ہے اسی طرح روح بھی پانی کی محتاج ہے۔ سارا دن دنیاوی کاموں میں مشغول رہنے سے محبت الٰہی کی چنگاری بجھنے کے قریب ہو جاتی ہے۔ ذکر الٰہی سے انسان اُسے بجھنے نہیں دیتا۔ بلکہ اُسے سلگتی رکھتا ہے۔

تیسری قسم عبادت، اسلام نے روزہ مقرر کی ہے کہ ہر بالغ عاقل کو برابر ایک مہینہ کے روزوں کا حکم دیا ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی بیمار یا مسافر ہو یا بالکل بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہے۔ اُن کے لئے حکم ہے کہ دوسرے اوقات میں یہ گنتی پوری کریں اور جو بالکل معذور ہو گئے ہوں اُن کے لئے کوئی روزہ نہیں۔ روزہ کی یہ صورت ہے کہ پو پھٹنے سے لیکر غروب آفتاب تک کوئی چیز نہ کھائے نہ پیئے نہ کم نہ زیادہ نہ مخصوص تعلقات کی طرف توجہ کرے۔ پو پھٹنے سے پہلے چاہیئے کہ کھانا کھائے اور پانی پی لے تا جسم پر غیر معمولی بوجھ نہ پڑے۔ صرف شام ہی کو کھانا کھا کر متواتر روزے رکھنے کو شریعت نے ناپسند کیا ہے۔ روزہ کی حکمتیں قرآن نے یہ بتائی ہیں لتکبروا اللہ علیٰ ما ھدٰکم ولعلکم تشکرون (بقرہ) تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اظہار کرو۔ اس وجہ سے کہ اُس نے تم کو سچا راستہ دکھایا ہے اور تاکہ تم میں شکر کرنے کا مادہ پیدا ہو یعنی ایک فائدہ تو یہ کہ سارا دن کھانے پینے کے شغلوں سے فارغ رہ کر عبادت سے توجہ ہٹا کر اللہ کا ذکر زیادہ کرو گے دوسرے بھوک کی تکلیف محسوس کر کے تمہارے دل میں شکر گذاری کا مادہ پیدا ہوگا پھر فرمایا ہے لعلکم تتقون یعنی تم دکھوں سے بچ جاؤ گے تکلیف برداشت کرنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ غفلت و عیاشی سے محفوظ رہ کر ہلاکت سے محفوظ ہو سکو گے۔

تیسرا فائدہ یہ ہو گا کہ ایک مہینہ برابر اپنے نفس پر قابو پانے کی عادت ہو جائیگی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ اُن لالچوں کا مقابلہ آسانی سے کر سکو گے۔ جو انسان کو گناہ کی طرف کھینچتی ہیں۔ چوتھا فائدہ یہ ہو گا کہ راتوں کو کھانا کھانے کے لئے اُٹھنے کی وجہ سے عبادت کا موقع زیادہ ملے گا۔ جو روحانی ترقی کا باعث ہو گا۔

چوتھی عبادت حج ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے اپنا وطن اور اپنے عزیز و اقارب سے الگ ہو کے اپنے آپ کو خوگر بنانا۔ حج حضرت ابراہیمؑ۔ ہاجرہؓ اور اسماعیلؑ کی قربانی کی یاد دلاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے قربان ہونے والے بچائے جاتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ عزت دیتا ہے حج کرنے والوں کے دل میں خدا کا جلال اور اُس کی ذات کا یقین بڑھتا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں سیاسی فائدہ بھی ہے کہ اس میں ایک جماعت مساوی میں جمع ہو کر تمام عالم کے مسلمانوں کی حالت سے واقف ہوتی رہتی ہے اور اخوت و محبت ترقی کرتی ہے دوسرے مشکلات سے آگاہ ہونے اور ایک دوسرے کی خوبیوں کو اخذ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ پانچویں عبادت **قربانی** ہے جو قرب سے نکلی ہے یہ دراصل لطیف عملی زبان ہے جس میں تصویری زبان میں مفہوم اسلام پیش کیا گیا ہے۔ اس میں یہ سبق دینا مقصود ہے کہ جس طرح یہ جانور جو مجھ سے ادنیٰ ہے میرے لئے قربان ہوا ہے۔ اسی طرح میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر مجھ سے اعلیٰ چیزوں کے لئے مجھے جان دینی پڑے گی تو میں خوشی سے جان دوں گا۔ قربانی کی روح وہ اخلاص اور تقویٰ ہے جو اس کے پیچھے کار فرما ہو تو اس کی قبولیت کا باعث بنتا ہے

لفظ عبادات کے مفہوم میں وسعت

اسلامی تعلیم میں اس لفظ کا صرف یہ محدود مطلب نہیں ہے کہ انسانی پیدائش کی غرض و غایت صرف نماز۔ روزہ وغیرہ تک محدود ہے اگر ایسا ہوتا تو انسان کو اُس کے موجودہ ماحول میں اور موجودہ طاقتوں اور موجودہ ضروریات کے ساتھ نہ پیدا کیا جاتا۔ جہاں اُسے بہت سے دوسرے کاموں میں لازماً پڑنا پڑتا ہے پس اسلامی اصطلاح میں عبادت سے یہ مراد ہے کہ خدا نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کی ہستی کو پہچانے اور پھر اُس کی صفات کو اپنے اندر پیدا کر کے اور اُس کا ظل بن کر ایک مفید اور نفع مند وجود کی صورت میں دنیا میں ترقی کرے۔ اعلیٰ اخلاق کے معیار سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ خدا کی مرضی کے مطابق زندگی گذارے۔ دین کے رستے میں خدا پر سچا ایمان اور اُس کے ساتھ حقیقی تعلق ہو اور اُس کے احکام کی پیروی کی جائے اور دنیا کے رستے میں افراد اور قوموں کے حقوق کو خدا کے منشا کے مطابق ادا کیا جائے۔

اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خدا کی خاطر اچھی نیت کے ساتھ اپنی بیوی کے منہ میں ایک لقمہ ڈالتا ہے تو وہ بھی ایک عبادت ہے اس معنے میں ہر نیک اور اچھا عمل جو خدا کی خاطر کیا جائے ایک عبادت ہے اور انسان کو عبادت ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے

اسلامی عبادات کی زبردست امتیازی شان

اسلام نے عبادات کے کھوکھلے اور بلند بانگ دعویداروں کو جن کے اختراعی طرق عبادت کو نتائج کے لحاظ آپس میں مطابقت نہ ہو۔ ذرہ بھر اہمیت نہیں دی۔ اُن کی مثال تھوتھا چنا باجے گھنا کی ہے۔ اسلامی عبادات پر ہر فرد بشر ہر حالت میں اپنی طاقت و توفیق کے مطابق عمل کر سکتا ہے اس میں یہ لچک بخوبی موجود ہے۔ اسلام نے عبادات کو موسیقی گانے بجانے رقص و سرود۔ پر تکلف آراستہ نشستوں کے انتظام و اہتمام۔ عبادت خانوں کے بناؤ سنگار کی لغویت سے پاک رکھا ہے۔ اسی طرح غیر طبعی ریاضات شاقہ جنگلوں پہاڑوں دریاؤں میں اپنے بیٹھ اٹھکنے ڈالنے۔ تارک الدنیا یا مصنوعی طریقوں سے پاکیزگی اختیار کرنے کے زعمبرداروں کو روحانیت سے تہی دست بلکہ ننگ انسانیت قرار دیا ہے۔ چنانچہ اسلامی مساجد میں جس طور پر اُسوۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عبادات اسلام کی تعلیم کے مطابق اہل اسلام کرتے چلے آئے ہیں۔ ہر زمانہ میں اپنے نتائج کے اعتبار سے نسبتاً و مقابلتاً انہیں دوسروں پر ہمیشہ تفوق حاصل رہا ہے عبادات کے شیریں ثمرات تعلق باللہ اور قبولیت ہیں اسلام پر کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا کہ اس میدان میں اُسے دیگر ادیان پر امتیاز۔ فوقیت و غلبہ حاصل نہ رہا ہو۔ خاص طور پر یہ زمانہ اپنے انوار قبولیت و برکات کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشاۃ ثانیہ کا بابرکت زمانہ ہے۔ جس میں آپ کے عظیم روحانی فرزند سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل کامل بنا کر اہل دنیا کو ثلۃ من الاولین کی طرح ثلۃ من الآخرین کا منظر دکھایا ہے اور وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کی موعود جماعت منظر عام پر آئی ہے۔ جو بفضلہ اس میدان کی شہسوار ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

دعائے مغفرت

افسوس مکرم ڈاکٹر میراں شاہ صاحب ولد مکرم محی محمد صاحب آف مدراس بعمر ۸۰ سال مورخہ ۱۳؍ جون ۱۹۸۷ء کو اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے۔ اِنا للّٰہ وانا الیہ راجعون

مرحوم ۱۹۴۸ء میں بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے تھے صوم و صلوٰۃ کے پابند جماعت کے کاموں میں بہت دلچسپی لینے والے تھے جماعت احمدیہ مدراس کے صدر۔ نائب صدر اور دیگر عہدوں پر کام کرتے رہے نیز بوقت وفات ناظم انصار اللہ علاقہ تامل ناڈو۔ نیز جماعت کے سیکرٹری تعلیم و تربیت کے عہدہ پر خدمت بجا لا رہے تھے۔ **اللہ تعالیٰ** مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں درجات **بلند فرمائے**۔ مرحوم کے بڑے بیٹے مکرم خلیل احمد صاحب اس وقت مدراس کے صدر جماعت ہیں اور چھوٹا بیٹا عزیز رفیق احمد مدرسہ احمدیہ قادیان میں زیر تعلیم ہے اللہ تعالیٰ جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ادارہ)

درخواست دعا

خاکسار کی اہلیہ معدے میں پرانے درد کی وجہ سے اکثر بیمار رہتی ہیں اُن کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

(رفیق احمد خالد فرینکفرٹ مغربی جرمنی)

قرآن کریم اور عالم آخرت

از مکرم مولانا عبدالحق صاحب فضلی نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

کوئی انسان مرنے کے بعد زندہ ہو کر اس دنیا میں نہیں آتا کہ اس سے دریافت کیا جائے کہ مرنے کے بعد اسے کس قسم کے حالات سے سابقہ پڑا تھا۔ لہٰذا عالم آخرت میں پیش آنے والے حالات محض نظری حقائق ہیں جن کے لئے دقیق دلائل کی ضرورت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ عالم آخرت کے متعلق مختلف مذاہب کے مابین بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اہل ہنود اگرچہ سورگ اور نرگ کے قائل ہیں (بہشت اور دوزخ) لیکن وہ تناسخ کے بھی قائل ہیں کہ ہر جانی اپنے کرم اور اعمال کی جزا و سزا پانے کے لئے بار بار مختلف جونوں میں اسی دنیا میں آتی رہتی ہے۔ یہود بھی جنت اور دوزخ کے قائل ہیں مگر ان کا عقیدہ ہے کہ جنت صرف بنی اسرائیل کے لئے ہے باقی تمام اقوام جہنم میں جائیں گے لیکن قرآن کریم نے "اُمُّهٗ هَاوِيَةٌ" کے الفاظ میں بتایا ہے کہ ھاویہ یعنی دوزخ دوزخی کی ماں ہے۔ یعنی دوزخی کی تیمارداری اور علاج دوزخ میں ہوگا۔ ماں بچے کو اس کی اصلاح کے لئے تادیب کرتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دوزخ پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لیس فیہا احد اس میں کوئی بھی نہیں ہوگا۔ اور نسیم صبا اس کے دروازوں کو کھٹکھٹائے گی گویا بالآخر تمام انسان جنت میں چلے جائیں گے۔

اس موقعہ پر یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ عالم آخرت میں مومنوں کے لئے غیر متناہی ترقیات کا سلسلہ جاری رہے گا۔

قرآن کریم نے جس لطیف انداز سے مدلل طور پر عالم آخرت کے حقائق پر سے پردہ اٹھایا ہے اس کی نظیر ہمیں کسی اور مذہبی کتاب میں دکھائی نہیں دیتی اس مختصر سے مضمون میں صرف اس کی چند جھلکیاں ہی دکھائی جا سکتی ہیں۔

مخفی نعمتیں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ۔ (السجدہ)

یعنی کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لئے مخفی ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ لہٰذا عالم آخرت کے لئے جو دودھ انگور یا دودھ اور شہد کی نعمتوں کا ذکر ہے وہ صرف نام کا اشتراک ہے۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں مخفی نہیں ہیں بلکہ ظاہر ہیں جو ہم ہمیشہ کھاتے پیتے ہیں۔ لہٰذا عالم آخرت کی نعمتیں یہاں مخفی رہتی ہیں جو دنیوی نعمتوں سے بالکل الگ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا اس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۱)

مخفی نعمتوں کی ماہیت

سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ مخفی نعمتیں ہیں کیا اس کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ۔

یعنی ان لوگوں کو بشارت دے دو جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے کہ ان کے لئے جنت ہے جس کے تحت نہریں جاری ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے مقابلہ پر جنت کو اور اعمال صالحہ کے مقابل پر نہروں کو رکھا ہے۔ یعنی جب انسان کو ایمان نصیب ہوتا ہے تو گویا وہ ایک باغ لگاتا ہے۔ اسی طرح اعمال صالحہ کے مقابل پر نہروں کو رکھا ہے یعنی جب انسان باغ لگاتا ہے تو اعمال صالحہ سے اس کو پانی دے کر اس باغ کو ہرا بھرا رکھ سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقاد اور اعمال صالحہ کی نعمتیں اس دنیا میں مخفی رہتی ہیں۔ جو عالم آخرت میں متمثل ہو کر ظاہر طور پر سامنے آکر عظیم روحانی لذات کے سامان پیدا کر دیں گی۔ پھر فرمایا:-

كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا۔ (البقرہ)

یعنی جب وہ عالم آخرت میں ان درختوں کے ان پھلوں میں سے جو دنیا کی زندگی میں بھی ان کو مل چکے تھے پائیں گے تو کہیں گے یہ تو وہ پھل ہیں جو ہمیں پہلے ہی دیئے گئے تھے۔ کیونکہ وہ ان پھلوں کو ان سے پہلے پھلوں سے مشابہ پائیں گے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اب یہ گمان کہ پہلے پھلوں سے مراد دنیا کی جسمانی نعمتیں ہیں بالکل غلطی ہے اور آیت کے جو یہی معنے اور اس کے منطوق کے بالکل برخلاف ہے۔ بلکہ اللہ جل شانہٗ اس آیت میں یہ فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے انہوں نے اپنے ہاتھ سے ایک بہشت بنایا ہے جس کے درخت ایمان اور جس کی نہریں اعمال صالحہ ہیں۔ اسی بہشت کا وہ آئندہ بھی پھل کھائیں گے اور وہ پھل زیادہ نمایاں اور شیریں ہوگا۔ اور چونکہ وہ روحانی طور پر اسی پھل کو دنیا میں کھا چکے ہونگے اس لئے دوسری دنیا میں اس پھل کو پہچان لیں گے۔ اور کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل معلوم ہوتے ہیں کہ جو پہلے ہمارے کھانے میں آچکے ہیں۔ اور اس پھل کو اس پہلی خوراک سے مشابہ پائیں گے۔ سو یہ آیت صریح بتا رہی ہے کہ جو لوگ دنیا میں خدا کی محبت اور پیار کی غذا کھاتے تھے اب جسمانی شکل پر وہی غذا ان کو ملے گی اور چونکہ وہ پریت اور محبت کا مزہ چکھ چکے تھے اور اس کیفیت سے آگاہ تھے اس لئے ان کی روح کو وہ زمانہ یاد آجائے گا کہ جب وہ گوشوں اور خلوتوں میں اور رات کے اندھیروں میں محبت کے ساتھ اپنے محبوب حقیقی کو یاد کرتے اور اس یاد سے لذت اٹھاتے تھے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۶)

خواب کی مثال عالم آخرت کو سمجھنے کے لئے

خواب کے نظاروں پر بہت غور کرنا چاہیئے جس آدمی کو بخار آنے والا ہو اسے خواب میں آگ دکھائی دیتی ہے۔ یا آگ کے شعلے دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح جو آدمی صحیح عقائد اور اعمال صالحہ کو مخفی طور پر اس دنیا میں بجا لا رہا ہوتا ہے عالم آخرت میں یہ عقائد اور اعمال صالحہ متمثل ہو کر ایک ظاہر حقیقت کو اختیار کر لیں گے اور جس طرح انسان خواب دیکھ رہا ہوتا ہے مگر اس وقت وہ اسے خواب نہیں بلکہ حقیقت سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح عالم آخرت میں انسان اپنے اچھے یا برے عقائد یا اعمال کے متمثلات کو حقیقت سمجھ رہا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جیسا کہ انسان جو کچھ خواب میں طرح طرح کے تمثلات دیکھتا ہے اور کبھی گمان نہیں کرتا کہ یہ تمثلات ہیں۔ بلکہ انہیں واقعی چیزیں یقین کرتا ہے۔ ایسا ہی اس عالم میں ہوگا بلکہ خدا تمثلات کے ذریعہ سے اپنی نئی قدرت دکھلائے گا۔ چونکہ وہ قدرت کامل ہے۔ پس اگر ہم تمثلات کا نام بھی نہ لیں۔ اور یہ کہیں کہ وہ خدا کی قدرت سے ایک نئی پیدائش ہے تو یہ تقریر بہت درست اور واقعی اور صحیح ہے۔"

(ایضاً صفحہ ۱۲۴)

روح کے لئے جسم کی ضرورت

انسان جسم اور روح دو چیزوں سے مرکب ہے۔ لیکن ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ روح کی

صحت کا تمام تر دار و مدار جسم کی صحت پر موقوف ہے۔ دماغ کے ایک حصہ پر چوٹ لگنے سے حافظہ جاتا رہتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ روح کی صحت جسم کی صحت پر موقوف ہے۔ لہٰذا جب انسان فوت ہو جاتا ہے اور اس کا جسم اس کی روح سے الگ ہو جاتا ہے تو عالم آخرت میں بھی روح کے کمالات جسم کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتے وہ جسم جو روح کو موت کے بعد ملتا ہے وہ درحقیقت اس کے اپنے اچھے یا برے اعمال سے ہی تیار ہوتا ہے جو اس نے دنیوی زندگی میں کیئے ہوتے ہیں۔ اس پر قرآن کریم کی یہ آیت شاہد ہے کہ:۔

وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۚ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۔ (بنی اسرائیل)

یعنی ہم نے اسی دنیا میں ہر ایک شخص کے اعمال کا اثر اس کی گردن سے باندھ رکھا ہے۔ اور ان پوشیدہ اثروں کو ہم قیامت کے دن ظاہر کر دیں گے۔ اور ایک کھلے کھلے اعمال نامہ کی شکل پر دکھا دیں گے۔

اس آیت میں جو طائر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ طائر اصل میں پرندہ کو کہتے ہیں پھر استعارہ کے طور پر اس سے مراد عمل بھی لیا گیا ہے۔ کیونکہ ہر ایک عمل نیک ہو یا بد وہ وقوع کے بعد پرندہ کی طرح پرواز کر جاتا ہے۔ اور مشقت یا لذت اس کی کالعدم ہو جاتی ہے۔ اور دل پر اس کی کثافت یا لطافت باقی رہ جاتی ہے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر ایک عمل پوشیدہ طور پر اپنے نقوش جماتا رہتا ہے۔ جس طور کا انسان کا فعل ہوتا ہے اس کے مناسب حال ایک خدا تعالیٰ کا فعل صادر ہوتا ہے۔ اور وہ فعل اس گناہ کو یا اس کی نیکی کو ضائع ہونے نہیں دیتا بلکہ اس کے نقوش دل پر، منہ پر، آنکھوں پر، کانوں پر، ہاتھوں پر، پیروں پر لکھے جاتے ہیں اور یہی پوشیدہ طور پر ایک اعمال نامہ ہے جو دوسری زندگی میں کھلے طور پر ظاہر ہو جائے گا اور اس کی روح کے لئے ایک ظاہر جسم کا کام دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"وہ جسم اس جسم کی قسم میں سے نہیں ہوتا بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو ایک جسم تیار ہوتا ہے گویا کہ اس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۳۵)

عالم آخرت میں روحانی امور متمثلات جسمانی اختیار کر لیں گے

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ عالم آخرت میں وہ تمام امور جو دنیا میں روحانی تھے۔ جسمانی طور پر متمثل ہوں گے۔ فرمایا:۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ أَعْمٰى (بنی اسرائیل)

یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا ہوگا وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہوگا۔ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ اس جہان کی روحانی نابینائی عالم آخرت میں جسمانی طور پر مشہود اور محسوس ہوگی۔ فرمایا:۔

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۙ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۙ (الحاقہ)

یعنی اس جہنمی کو پکڑو اس کی گردن میں طوق ڈالو پھر دوزخ میں اس کو جلاؤ پھر ایسی زنجیر میں جو پیمائش میں ستر گز ہے اس کو داخل کرو۔ ان آیات سے ظاہر ہے کہ دنیا کا روحانی عذاب عالم آخرت میں جسمانی طور پر نمودار ہوگا۔ چنانچہ طوق گردن دنیا کی خواہشوں کا جس نے انسان کے سر کو دنیا کی طرف جھکا رکھا تھا وہ عالم آخرت میں ظاہری صورت پر نظر آجائے گا۔ اور ایسا ہی دنیا کی گرفتاریوں کی زنجیر پیروں میں پڑی ہوئی دکھائی دے گی۔ اور دنیا کی خواہشوں اور سوزشوں کی آگ ظاہر طور پر بھڑکتی ہوئی نظر آئے گی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"فاسق انسان دنیا کی زندگی میں ہوا و ہوس کا ایک جہنم اپنے اندر رکھتا ہے اور ناکامیوں میں اس جہنم کی سوزشوں کا احساس کرتا ہے۔ پس جبکہ اپنی فانی شہوات سے دور ڈالا جائے گا اور ہمیشہ کی نا امیدی طاری ہوگی تو خدا تعالیٰ ان حسرتوں کو جسمانی آگ کے طور پر اس پر ظاہر کرے گا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ (سبا) یعنی ان میں اور ان کی خواہشوں کی چیزوں میں جدائی ڈالی جائے گی۔ اور یہی عذاب کی جڑ ہوگی۔ اور پھر جو فرمایا کہ ستر گز کی زنجیر میں اس کو داخل کرو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک فاسق بسا اوقات ستر برس کی عمر پا لیتا ہے۔ ...... سو خدا اس آیت میں فرماتا ہے کہ وہی ستر برس جو اس نے گرفتاری دنیا میں گذارے تھے عالم معاد میں ایک زنجیر کی طرح متمثل ہو جائیں گے جو ستر گز کی ہوگی ہر ایک گز بجائے ایک سال کے ہے۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۴۲)

اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ مومنوں کیلئے بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ (الحدید)

یعنی اس روز تو دیکھے گا کہ مومنوں کا یہ نور جو دنیا میں پوشیدہ طور پر ہے ظاہر ظاہر ان کے آگے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا۔

عالم آخرت کی ترقیات غیر متناہی ہوں گی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ أَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ (التحریم)

یعنی جو لوگ دنیا میں ایمان کا نور رکھتے ہیں ان کا نور قیامت کو ان کے آگے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا۔ وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے اے خدا ہمارے نور کو کمال تک پہنچا تو ہر چیز پر قادر ہے

یہ جو فرمایا کہ وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے کہ ہمارے نور کو کمال تک پہنچا۔ یہ غیر متناہی ترقیات کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ایک کمال نورانیت کا انہیں حاصل ہوگا۔ پھر دوسرا کمال انہیں نظر آئے گا۔ اس کو دیکھ کر پہلے کمال کو ناقص پائیں گے۔ اور کمال تامی کے لئے التجا کریں گے اور جب وہ حاصل ہوگا تو ایک تیسرا مرتبہ کمال ان پر ظاہر ہوگا۔ یہی ترقیات کی خواہش ہے جو اتمم کے لفظ سے سمجھی جاتی ہے۔ اور تنزل کبھی نہیں ہوگا۔ اس آیت کریمہ میں جو فرمایا کہ وہ ہمیشہ اپنی مغفرت چاہیں گے۔ اس پر یہ اعتراض کرنا کہ جب جنت میں داخل ہو گئے تو مغفرت کی کیا ضرورت محض عدم تدبیر کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ مغفرت کے معنے ہیں کہ ایک ناقص حالت کو نیچے دبانا اور ڈھانکنا سو بہشتی اس بات کی خواہش کریں گے کہ کمال تام حاصل کریں اور سراسر نور میں غرق ہو جائیں۔ وہ دوسری حالت کو دیکھ کر پہلی حالت کو ناقص پائیں گے پس چاہیں گے کہ پہلی حالت کو نیچے دبایا جائے۔ اسی طرح غیر متناہی مغفرت کے خواہشمند ہوں گے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہایت روح پرور تحریر پر اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔ فرمایا:۔

"یہ وہی لفظ مغفرت اور استغفار کا ہے جو بعض نادان بطور اعتراض ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیش کیا کرتے ہیں سو ناظرین نے اس جگہ سے سمجھ لیا ہوگا کہ یہی خواہش استغفار فخر انسان ہے۔ جو شخص کسی عورت سے پیدا ہوا اور پھر ہمیشہ کے لئے استغفار اپنی عادت نہیں پکڑتا وہ کیڑا ہے نہ انسان اور اندھا ہے نہ سوجاکھا اور ناپاک ہے نہ طیب۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن شریف کے رو سے دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کی زندگی کے اظلال اور آثار ہیں۔ کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے کہ جو دوسری جگہ سے آوے۔ یہ سچ ہے کہ وہ دونوں جسمانی طور سے متمثل ہوں گے مگر وہ اصل روحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہوں گے۔ ہم لوگ ایسے بہشت کے قائل نہیں ہیں۔ کہ صرف جسمانی طور پر ایک زمین میں درخت لگائے گئے ہوں اور نہ ایسے دوزخ کے ہم قائل ہیں جس میں درحقیقت گندھک کے پتھر ہیں۔ بلکہ اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت و دوزخ انہیں اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ [illegible])

قرآن مجید کا اعجاز

از مکرم مولوی قریشی محمد فضل اللہ صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

قرآن مجید وہ واحد کتاب اللہ ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام زمان ومکان اور کل اقوام کی ہدایت کا سامان اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ قرآن مجید نے اقوام عالم اور ساری دنیا کو مخاطب کیا ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کتب نازل ہوتی رہی ہیں لیکن وہ محدود زمانہ اور چند اقوام کے لئے تھیں اس لئے ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی کسی پر نہ تھی چنانچہ وہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ انسانی دست برد کا شکار ہوتی گئیں۔ لفظی تحریف بھی ان میں ہوئی اور معنوی تحریف بھی حتیٰ کہ ہر نئے ایڈیشن میں ترامیم بھی ہوتی رہیں چنانچہ اب کوئی ایسی مذہبی کتاب نہیں ہے جس میں تغیر و تبدیل نہ ہو چکا ہو اور پھر یہ کتب بہت سے ضروری مسائل سے خالی بھی تھیں۔ جن کو حل کرنے کے لئے دیگر چیزوں کا سہارا لینا پڑا۔ لیکن قرآن کریم ایک ایسی جامع کتاب ہے جو ہر لحاظ سے کامل ہے۔

○— قرآن مجید نے انہیں فضائل کے سبب دنیا کو مختلف چیلنج دئیے ہیں۔ بلکہ قرآن مجید کی ہر آیت اور ہر لفظ مخالفین کے لئے چیلنج کا حکم رکھتا ہے۔ مثلاً قرآن مجید کے نازل کرنے اور اس کی حفاظت کرنے کا ذمہ خود خدا تعالیٰ نے لیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ (الحجر رکوع ۱)

یعنی ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے یہ ایسی بیّن شہادت ہے کہ آج چودہ سو سال گذر چکے ہیں مخالفین باوجود شدید مخالفت کے اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور رہیں کہ قرآن مجید آج بھی وہی ہے جو بوقت نزول تھا۔

اگر اس کی حفاظت کی ذمہ داری انسانوں پر ہوتی تو اس کے اندر بھی اسی طرح تبدیلی ہو چکی ہوتی جیسا کہ سابقہ مذہبی کتب کے ساتھ ہوا۔ لیکن قرآن کریم اپنی عبارت کے لحاظ سے اپنے الفاظ اور ترتیب کے لحاظ سے آج بھی ویسا ہی ہے اور ایک شوشہ اور نقطہ کا بھی اس میں تغیر نہیں ہوا۔ یہ قرآن مجید کے خدائی حفاظت میں ہونے کی دلیل قاطع ہے۔ اور آج سوائے قرآن مجید کے اور کوئی کتاب صفحۂ ارض پر نہیں ہے جو باواز بلند یہ کہنے کا حق رکھتی ہو کہ وہ محفوظ ہے۔

○— قرآن مجید کا ایک چیلنج یہ ہے کہ

فِیْهَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ۔ (البینہ ع ۱)

کہ اس کے اندر قائم رہنے والی تمام صداقتیں شامل کر دی گئی ہیں۔

چنانچہ مختلف زمانوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے لوگ آتے رہے جو اس بات کا ثبوت دیتے رہے کہ تمام قسم کی اعلیٰ تعلیمات جن کے قائم رکھنے کی ضرورت تھی قرآن مجید میں موجود ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ کسی قسم کی کمی قرآن مجید کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس کا یہ دعویٰ آج بھی موجود ہے کہ

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (الانعام ع ۴)

یعنی خدا تعالیٰ نے اس میں کوئی کمی نہیں رکھی۔ نہ صرف یہ کہ پہلی کتب میں پائی جانے والی صداقتیں موجود ہیں بلکہ وہ باتیں بھی موجود ہیں جو پہلی کتب میں نہیں پائی جاتی تھیں۔

○— قرآن مجید کی یہ آیت

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ

(المائدہ ع ۱)

بھی دنیا کے لئے چیلنج ہے کیونکہ اس میں قرآن مجید کے کامل ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے جبکہ ایسا دعویٰ سوائے قرآن مجید کے کسی اور کتاب نے نہیں کیا۔

○— قرآن مجید کا اپنے آپ کو منجانب اللہ کہنا بھی اس کا ایک عظیم الشان چیلنج ہے۔ کیونکہ کسی مذہبی کتاب نے بھی خواہ وہ وید ہوں یا گیتا یا مہا بھارت ہو یا راماین، تورات ہو یا انجیل، ژند اوستا ہو یا گرنتھ صاحب کسی نے اپنے منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا پھر ان کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا محض پیروکاروں کی وکالت ہے۔ لیکن قرآن مجید نے بڑی وضاحت سے بتایا ہے کہ اس کا اتارنے والا کون ہے کس کے ذریعہ اتارا گیا اور کس پر اترا۔ چنانچہ فرمایا۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؕ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

(آل عمران ع ۱)

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۙ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۙ

(الشعراء ع ۱۱)

وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ (محمد ع ۱)

○— قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت بھی ایک چیلنج ہے اس کے اندر بیان ہونے والے دینی و دنیوی علوم بھی ایک چیلنج ہیں روحانی علوم بھی ایک چیلنج ہیں علوم غیب بھی چیلنج ہیں ایسے چیلنج جن کو آج تک کوئی قبول نہیں کر سکا اگر کوئی سامنے آیا تو آج اس کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہے۔ اس کا نام و نشان کا باقی نہ رہنا بھی قرآن کی صداقت کی ایک بیّن دلیل ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت کا تو یہ حال ہے کہ اہل زبان عربوں نے بھی اس کے آگے سر جھکا دیا اور بڑے بڑے ادیب اور شاعر اس کے کمال کے سامنے عاجز آ گئے۔ لبید عرب کے سات مشہور شاعروں میں سے ایک شاعر تھا۔ اسلام لانے کے بعد اپنی شاعری ترک کر دی اور صرف قرآن ہی پڑھنے لگا۔ اور اس نے کہا کہ جب قرآن نازل ہو چکا ہے تو اس کے ہوتے ہوئے میری شاعری کیا حقیقت رکھتی ہے۔

○— پھر قرآن کریم نے اپنے بے مثل ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور نظیر لانے کا چیلنج دیا ہے۔ کہ اس جیسا کلام دنیا میں کوئی بنا نہیں سکتا کیونکہ اس کے اتارنے والے کی مثل کوئی بھی نہیں ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ

(الشوریٰ ع ۲)

پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی اس کی مثل بنا سکے۔ اس چیلنج کو بھی مختلف پیرایوں میں قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔

یعنی قرآن مجید ایسا عالی شان کلام ہے کہ اگر تمام جن و انس بھی اس بات پر متفق ہو جائیں کہ وہ قرآن مجید جیسا کلام بنائیں تب بھی وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ اس کی مثل بنا ہی نہیں سکتے۔ خواہ وہ ایک دوسرے کی مدد ہی کیوں نہ کریں۔

○— دوسری جگہ دس سورتوں کی مثل لانے کا چیلنج دیا گیا تاکہ اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ پورا قرآن تو بنایا نہیں جا سکتا تاہم اس کا ایک حصہ بنا لیں گے اس حسرت والے کو بھی قرآن کریم نے پورا کرنے کی دعوت دی ہے۔ فرمایا :۔

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ (ھود ع ۲)

یعنی اے محمد ان کی شرتوں اور خواہشوں کا جواب دے کہ اگر پورا قرآن نہیں بنا سکتے تو دس سورتیں ہی اس جیسی اپنے پاس سے گھڑ کر دکھاؤ اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن و انس کے علاوہ بھی اگر تمہارے اندر کسی اور کو بلانے کی طاقت ہے تو بلا لو تو بھی تم ایسا نہیں کر سکتے۔

چنانچہ اس زمانہ میں ٹیپ ریکارڈ اور ٹائپ رائٹر اور کمپیوٹر کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے الغرض سائنس کی تمام ایجادات جن سے فائدہ اٹھا کر انسان اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کر سکتا ہے قرآن مجید نے ان کو شامل کر کے یہ دعویٰ کیا ہے

اگر اُن کو بھی شامل کیا جائے تو بھی قرآن مجید کی مثل بنانا کسی کے بس کی بات نہیں علاوہ ازیں آنے والی تمام ایجادات جو کہ انسان کے ہاتھوں میں ابھی نہیں آئیں ان کے ظہور کے بعد بھی قرآن مجید کی مثل نہیں پیش کی جاسکتی نہ صرف یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی ایسا نہیں کیا جاسکتا بلکہ آپ کے غلاموں کے سامنے بھی ایسا نہیں ہوسکتا۔

○—— ایک اور مقام پر صرف ایک سورۃ کی مثل بنانے کا چیلنج دیا گیا ہے چنانچہ فرمایا:۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ○ (البقرۃ ع ۳)

یعنی اگر تم اس کلام کے بارے میں شک کرتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اُتارا ہے تو اس جیسی ایک سورۃ تم بھی بنا لاؤ۔ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلانا چاہتے ہو اس کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو تو ایسا کر کے دکھاؤ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا اور حقیقت یہی ہے کہ تم ایسا ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ اور کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

اس آیت کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ دس سورتیں تو الگ رہیں ایک سورۃ بھی یہ لوگ ہرگز نہیں بنا سکیں گے۔ چنانچہ یہ چیلنج آج تک بعینہٖ قائم ہے۔ اور اس کو قبول کرنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوسکی

پُرچ ہے سے
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

○—— پھر ایک سورۃ سے اُتر کر صرف ایک آیت ہی کے مثل لانے کا چیلنج دیتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ○ (الطور ع ۲)

یعنی وہ اس جیسی ایک بات ہی لا کر دکھا دیں اگر وہ سچے ہیں حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید مکمل یا اس کی دس سورتیں یا ایک سورۃ حتیٰ کہ ایک بات یا ایک آیت بھی بنانا کسی کے بس کی بات نہیں۔

مخالفین قرآن مجید پر اعتراض تو کرتے ہیں لیکن اس سے اعلیٰ تو در کنار اس کے برابر بھی آج تک کوئی نہ بنا سکا اور کسی کو طاقت نہ ہوئی کہ اس کے چیلنج کو قبول کرے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض تو کیا گیا کہ آپ نے انجیل اور تورات میں سے باتیں لے کر یا زرتشتی مذہب کی کتب میں سے بعض مضامین لے کر قرآن مجید بنا لیا ہے۔ لیکن معترض خود تورات و انجیل اور دیگر کتب میں سے مضامین اخذ کر کے قرآن مجید جیسی کتاب بنا کر نہ دکھا سکا جس کے بارہ میں کسی کو ذرہ بھر شک نہ ہو جس کے مضامین کے اوپر کوئی نکتہ چینی نہ کر سکے اور جو ایسی کتاب ہو جس میں تمام ضروری اُمور کی وضاحت کر دی گئی ہو۔

○—— سپر چولزم اور ہپناٹزم والوں کو چیلنج دیتے ہوئے قرآن مجید نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ اگر جن و انس بھی اکٹھے ہو کر قرآن کریم کی مثل بنانے کی کوشش کریں گے تو سوائے ناکامی کے اور ان کو کچھ نہ ملے گا۔

جنوں سے مراد وہ وجود مخفیہ ہیں جن کو سپر چولزم والے ارواح اور ہپناٹزم والے قوائے روحانیہ کہتے ہیں۔

○—— سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (قرآن مجید کی) مثل میں مندرجہ ذیل اُمور کا پایا جانا ضروری ہے۔

○—— ہر ضروری امر کی وضاحت اس میں پائی جاتی ہو۔

○—— ہر ضروری امر کی ہر ضروری شق بیان کی گئی ہو۔

○—— ہر حکم ایسے رنگ میں بیان کیا جائے کہ وہ سب کے لئے کار آمد ہو۔

○—— اس میں ساری طبیعتوں اور فطرتوں کا لحاظ رکھا گیا ہو۔

○—— تمام عالموں کی درستی کے لئے اپنے آپ کو پیش کرے۔

○—— اس میں تمام ادیان باطلہ فلسفۂ باطلہ اور اوہام باطلہ اور وساوس باطلہ کا رد کیا گیا ہو۔

○—— کوئی کتاب ایسا دعویٰ کر ہی نہیں سکتی جب تک کہ اس کا لکھنے والا مندرجہ ذیل باتوں سے آگاہ نہ ہو۔

(۱):۔ تمام کتب کا علم ہو کیونکہ جب تک تمام کتابوں کا اچھی طرح علم نہ ہو اس کی غلطیاں نہیں نکالی جاسکتیں اگر فلسفیوں کے خیالات معلوم نہ ہوں تو ان کو رد نہیں کیا جاسکتا۔

(۲):۔ تمام مذاہب کی کتابوں کے مضامین سے واقفیت ہونی بھی ضروری ہے۔

(۳) تمام فلسفوں کا علم ہو۔

(۴):۔ سارے اوہام اور وساوس کا علم بھی ہونا ضروری ہے اور یہ بہت مشکل کام ہے کیونکہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ اس کو دوسروں کے وساوس کا پتہ چل سکے۔

(۵):۔ تمام دُنیا کے علوم سے واقف ہو۔

(۶):۔ زمان و مکان کی حدود سے بالاتر ہو۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن مجید کے بے نظیر ہونے کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

"تمام انسانی قوتیں قرآن شریف کے مقابلہ و معارضہ سے عاجز ہیں۔ بلکہ اگر قرآن شریف کی صدہا خوبیوں (میں) سے صرف ایک خوبی کو پیش کر کے اس کی نظیر مانگی جائے تو انسان ضعیف البنیان سے یہ بھی ناممکن ہے کہ اس ایک جزو کی نظیر پیش کر سکے۔ مثلاً قرآن کریم کی خوبیوں میں سے ایک یہ خوبی ہے کہ وہ تمام معارف دینیہ پر مشتمل ہے اور کوئی دینی سچائی جو حق اور حکمت سے تعلق رکھتی ہے۔ ایسی نہیں جو قرآن شریف میں نہ پائی جاتی ہو۔ مگر ایسا شخص کون ہے کہ کوئی دوسری کتاب ایسی دکھلائے جس میں یہ صفت موجود ہو۔ اور اگر کسی کو اس بات میں شک ہو کہ قرآن کریم جامع تمام حقائق دینیہ ہے تو ایسا متشکک خواہ عیسائی ہو۔ خواہ آریہ اور خواہ برہمو ہو خواہ دہریہ۔ اپنی طرز اور طور پر امتحان کر کے اپنی تسلی کر اسکتا ہے۔ اور ہم تسلی کر دینے کے ذمہ دار ہیں۔"

(الحکم ۲۴ر اگست ۱۹۰۳ء)

پھر اسی طرح جماعت احمدیہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جملہ اہل مذہب کو چیلنج دیتے ہوئے فرمایا۔

"قرآن کریم کو وہ عظمت حاصل ہے جو دُنیا کی اور کسی کتاب کو حاصل نہیں اور اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ اس کی مذہبی کتاب بھی اس فضیلت کی حامل ہے تو میں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی وید کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی توریت کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی انجیل کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے۔ اور قرآن کا کوئی ایسا استعارہ میرے سامنے رکھ دے جس کو میں بھی استعارہ سمجھوں پھر میں اس کا حل قرآن کریم سے ہی نہ پیش کر دوں تو وہ بے شک مجھے اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھے لیکن اگر پیش کر دوں تو اُسے ماننا پڑے گا کہ واقعہ میں قرآن کریم کے سوا دُنیا کی اور کوئی کتاب اس خصوصیت کی حامل نہیں۔"

(فضائل القرآن)

درخواست دُعا

مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر درویش کی اہلیہ محترمہ کو مورخہ ۱۱/۷/۸۴ کو دو مرتبہ دل کا حملہ ہونے کی وجہ سے امرتسر کے ایک ہسپتال میں داخل کرایا گیا تھا۔ اب قدرے افاقہ ہے۔ موصوفہ کو کاملہ و عاجلہ شفایابی کے لئے احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

معذرت

بجلی کی سپلائی باقاعدہ نہ ہونے کی وجہ سے ۲ اور ۹ جولائی کی اشاعت کو اکٹھا شائع کیا جا رہا ہے۔ منیجر بدر

جماعت احمدیہ اور خدمتِ قرآن

از مکرم مولوی عبدالرؤف صاحب نیر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

قرآن مجید ایک کامل اور مکمل دائمی اور عالمگیر شریعت ہے جس کا دائرہ عمل نہایت وسیع جس کے احکامات نہایت محکم۔ یہی ایک واحد شرعی کتاب ہے جس کے بارہ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ فطرت انسانی کے لئے بطور ضابطۂ حیات اور بطور لائحہ عمل کے ہے۔

قرآن مجید کی سب سے بڑی اور اس کے شایان شان خدمت یہ ہے کہ اس کے احکامات پر عمل کیا جائے۔ اور اپنی زندگیوں کو اس کی پاک تعلیمات کے سانچے میں ڈھال لیا جائے ایک مرتبہ کسی صحابی نے حضرت عائشہؓ سے حضور سرور کائنات کے اخلاقِ فاضلہ کے بارہ میں دریافت کیا تو آپؓ نے فوراً برجستہ جواب دیا کہ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآنَ۔

قرآن کریم کے نزول سے لے کر تیرھویں صدی تک بفضلہٖ تعالیٰ مجددین کا سلسلہ اسلام میں جاری رہا۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں قرآن کریم کی خدمات بجا لاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔ آمین۔ لیکن تیرھویں صدی کے آخر میں آکر عوام الناس تو ایک طرف خواص نے بھی قرآن کریم کو مہجور کی طرح چھوڑ دیا تھا۔ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک روحانی فرزند جلیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو امام مہدی بنا کر اقامتِ شریعت قرآنیہ کے لئے مبعوث فرمایا۔

آپ نے آکر یہ اعلان فرمایا:۔

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اس میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔"
(کشتی نوح صفحہ ۱۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی طور پر قرآن کریم کے سلسلہ میں جو خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی اس کا غیر بھی اعتراف کرتے ہیں۔ ان بے شمار خدمات میں سے نمونے کے طور پر صرف چند آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

نسخ فی القرآن

ان عظیم خدمات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے آکر یہ اعلان فرمایا کہ قرآن کریم ہر ایک قسم کے نقص اور نسخ سے پاک ہے۔ اس کی کوئی آیت بلکہ کوئی زیر زبر حتیٰ کہ ایک شوشہ بھی منسوخ نہیں ہے۔ فرمایا کہ اس طرح تو قرآن کریم کے تمام احکامات پر سے امان اٹھ جائے گا کہ اس کا کون سا حصہ قابل عمل ہے اور کون سا ناقابل عمل۔ اس کی وجہ سے قرآن جیسی محکم شرعی کتاب بھی تحریف و تبدل سے پاک نہ ہو گی اور خدا تعالیٰ نے جو اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ وہ بھی بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ اس لئے آپ نے بحیثیت حَکَم و عَدل اس سلسلہ میں یہ فیصلہ فرمایا کہ

"قرآن شریف میں ناسخ منسوخ ہرگز جائز نہیں۔"
(تذکرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۲)

جبکہ دیگر مفسرین پانچصد سے لے کر پانچ آیات تک منسوخ مانتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ ایک عظیم خدمتِ قرآن ہے کہ آپ نے ان آیات کریمہ کی جن کو بعض مفسرین نے منسوخ سمجھا تھا بہترین تفسیر فرما کر ان کے مقام کو دوبارہ قائم کر دیا۔

اوّل ذریعۂ ہدایت

اُمتِ محمدیہ میں ایک طبقہ ایسے لوگوں کا بھی پیدا ہو گیا جو حدیث نبوی کو قرآن کریم پر ترجیح دینے والا ہے۔ چنانچہ آپ نے بڑی وضاحت کے ساتھ کشتی نوح میں یہ اعلان فرمایا کہ تمہارے لئے ہدایت کے تین ذرائع ہیں۔ اوّل قرآن شریف دوم سنت سوم حدیث۔ اور فرمایا:۔

"قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے اور حدیث کا مرتبہ ظنی ہے۔ حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے۔ ہاں حدیث قرآن شریف کی تشریح ہے۔"
(احمدی اور غیر احمدی میں فرق صفحہ ۱۲)

اسی طرح فرمایا:۔

"جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔"
(کشتی نوح صفحہ ۱۳)

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی یہ بھی ایک عظیم خدمت ہے کہ آپ نے قرآن شریف کو اس کا اصل مقام اور درجہ عطا فرمایا چنانچہ جماعتِ احمدیہ اس پر سختی سے کاربند ہے۔

وفاتِ مسیح

قرآن کریم نے جو قصص مختلف انبیاء کرام کے بیان کئے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت کار فرما تھی کہ اس نے اُمت محمدیہ کو آئندہ آنے والے ایسے ہی فتنوں سے متنبہ کیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں مسئلہ وفات مسیح کو مختلف پہلوؤں سے بیان کیا گیا ہے اس کے برعکس آج مسلمانوں میں یہ عقیدہ بڑی پختگی سے راسخ ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہ آخری زمانہ میں اُمت مسلمہ کی ہدایت کے لئے دوبارہ تشریف لائیں گے۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن مجید کی یہ خدمت سرانجام دی کہ اللہ تعالیٰ سے علم پا کر قرآن کریم کی تیس آیات کے ذریعہ یہ ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں۔ چنانچہ آپ کے فیض سے فیضیاب ہو کر جماعت احمدیہ کا ہر فرد ہر آن اور ہر وقت اس باطل عقیدہ کے رد میں کوشاں رہتا ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ تم عیسیٰ کو مرنے دو کہ اسی میں اسلام کی حیات ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ خود ایک ایمان افروز واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ بشپ صاحب (جارج ایلفرڈ لیفرائے) لاہور میں لیکچر دے رہے تھے اور اس قسم کی باتیں پیش کرتے تھے کہ محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) تو فوت ہو چکے ہیں اور ان کی مدینہ میں قبر موجود ہے مگر یسوع مسیح کی نسبت خود مسلمان بھی مانتے ہیں کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں وغیرہ وغیرہ اور کہتے تھے مسلمانو! تم خود منصف بن کر دیکھو کہ آیا یہ باتیں سچی ہیں کہ نہیں؟ تب ہمارے مفتی صاحب (یعنی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ) آگے بڑھے اور بشپ صاحب کو کہنے لگے کہ بتاؤ یہ باتیں قرآن شریف میں کہاں لکھی ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مر گئے اور عیسیٰ آسمانوں پر زندہ موجود ہیں قرآن مجید میں تو صاف طور پر عیسیٰؑ کی موت لکھی ہے اور آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِی اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں تب بشپ صاحب سے اور کچھ بن نہ آیا گھبرا کر کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ تم مرزائی ہو۔ پھر اس کے بعد وہ لوگ جو وعظ سن رہے تھے باہر آکر کہنے لگے کہ مرزائی ہیں تو کافر مگر آج عزت رکھ لی ہے۔"
(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۵۷-۵۸)

اس عظیم خدمتِ قرآن کا یہ بابرکت نتیجہ نکلا کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی ہونے سے بچ گئے۔ جو حیاتِ مسیح کے غیر قرآنی عقیدے کے سبب عیسائی ہو چکے تھے پھر سے مسلمان ہونے شروع ہو گئے۔

تفسیر القرآن

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ نے پچاسی سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔ جن میں قرآن مجید کی مختلف سورتوں اور آیات کی متفرق مقامات پر تفسیر فرمائی ہے جو کہ علوم روحانی کا منبع اور علم لدنی

کا سمندر ہیں اور حقائق و معارف کے بیان کے لحاظ سے ایک اعجاز کا رنگ رکھتی ہیں چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:—

"اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں گا" (اربعین ع۱)

نیز فرمایا:—

"اور جو دینی اور قرآنی حقائق و معارف اور اسرار مع لوازم بلاغت و فصاحت کے میں لکھ سکتا ہوں دوسرا ہرگز نہیں لکھ سکتا ایک دنیا جمع ہو کر میرے اس امتحان کے لئے آئے تو مجھے غالب پائے گی اور اگر تمام لوگ میرے مقابل پر اٹھیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے میرا ہی پلہ بھاری ہوگا" (ایام الصلح)

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب مقدسہ کے تعلق میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:—

"جو کتابیں ایسے شخص نے لکھیں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے ملائکۃ اللہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات و معارف کھلتے ہیں حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیض حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور ان کے ذریعہ سے نئے علوم کھلتے ہیں"

(ملائکۃ اللہ صفحہ ۹۲)

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ جماعت احمدیہ میں خلافت جیسی بابرکت نعمت قائم ہے اور اللہ نے چاہا تو قیامت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ پس جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصانیف و تالیف میں قرآن کریم کی تفاسیر کرتے ہوئے حقائق و معارف اور نکات روحانیہ بیان فرما کر قرآن مجید کی عظیم خدمت سرانجام دی ہے وہاں خلفاء احمدیت بھی اس برق رفتار زمانہ کے مطابق و موافق حقائق و معارف بیان فرماتے رہے ہیں۔ اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ قائم ہے۔ اس سائنس اور ٹیکنالوجی کے زمانہ میں کسی کو یہ کہنے کی جرأت ہی نازیبا نہیں ہو سکتی کہ یہ تو ماضی کے قصے اور کہانیاں ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنے دور خلافت میں درس القرآن کو ہمیشہ جاری رکھا تاکہ جماعت کسی وقت بھی ان معارف کے جاننے اور سمجھنے سے قاصر نہ رہے آپ کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک خاص اعجازی رنگ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو تفسیر صغیر اردو بامحاورہ ترجمہ اور تفسیر کبیر کی کئی جلدیں لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس مصلح موعودؓ کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کے بارہ میں عظیم الشان خوشخبریاں دی تھیں۔ جن میں سے دو یہ ہیں۔

اوّل:— کہ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا"

دوم:— "تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے باوجود آپ کی دنیاوی تعلیم نہایت کم ہونے کے حیرت انگیز طور پر علم و فہم قرآن عطا فرمایا حتیٰ کہ آپ نے عین جوانی کے عالم میں عرب و عجم کے تمام علمائے اسلام کو اپنے مقابلہ میں قرآن حکیم کی تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا۔ لیکن کسی نے کبھی اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہ کی۔ بلکہ بعض نے آپ کے علمی تفوق و برتری کا برملا اعتراف بھی کیا۔ چنانچہ مولوی ظفر علی خان صاحب جیسے معاند احمدیت کو بھی اپنے ہمنواؤں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہنا پڑا۔

"کان کھول کر سنو! تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے؟"

(ایک خوفناک سازش صفحہ ۱۹۶)

قرآن کے خلاف رٹ پٹیشن

اسی طرح مذہبی اور سیاسی دنیا میں جب کبھی کسی مخالف نے قرآن کریم پر کوئی حملہ کیا تو جماعت احمدیہ اس کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑی ہو گئی اور اس کے ہر وار کا دفاع کرنا اپنے لئے فرض اوّلین قرار دے لیا۔ چنانچہ گذشتہ سے پیوستہ سال ۱۰ر اپریل ۱۹۸۵ء کو کلکتہ ہائی کورٹ میں مسز پدما خستگیر کی عدالت میں ایک رٹ پٹیشن داخل کی گئی۔ جس میں قرآن کریم پر بے بنیاد الزامات لگاتے ہوئے تمام نسخوں کو ضبط کرنے کی اپیل کی گئی۔ گو مرکزی حکومت کی براہ راست مداخلت کے بعد ہائی کورٹ کے جج جسٹس شری بی سی بساک نے ۱۶ر مئی کو اس مقدمہ کا ۱۸ صفحات پر مشتمل اپنا اہم فیصلہ پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے واضح کر دیا کہ قرآن، بائبل، گیتا اور گرنتھ صاحب جیسے دھارمک گرنتھوں کے بارے میں عام دنیوی عدالتیں کسی قسم کا فیصلہ صادر کرنے کی مجاز نہیں۔

لیکن ادھر جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان میں فوری طور پر ایک ہنگامی میٹنگ کر کے اس پٹیشن کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا گیا اور ساتھ ہی کلکتہ ہائی کورٹ میں دائر مذکورہ رٹ پٹیشن کے خلاف ایک فریق بننے کے لئے کارروائی کی گئی۔ تاکہ قرآن کریم کی عظمت کو قائم کیا جائے۔ نیز رٹ پٹیشن کے مندرجات کا الزامی اور تحقیقی جواب تیار کیا گیا۔

(بدر ۲۳ر مئی ۱۹۸۵ء)

مقدمہ شاہ بانو

اسی طرح جب سپریم کورٹ کی طرف سے شاہ بانو کے مقدمہ میں یہ فیصلہ صادر ہوا کہ مطلقہ نان نفقہ کی حقدار ہے اور اسے یہ حق ملنا چاہیئے جبکہ سراسر شریعت قرآنیہ اسلامیہ کے خلاف تھا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے اس فیصلے کی پُرزور مذمت کی گئی۔ اور یہ فیصلہ منشور انسانی کے بنیادی حقوق آزادی ضمیر اور آزادی مذہب میں سپریم کورٹ کی بے جا مداخلت ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کا حل قرآن کریم کی روشنی میں اخبار بدر اشاعت ۱۳ر فروری ۱۹۸۶ء میں شائع کیا گیا جس کی چند ایک کاپیاں سپریم کورٹ و اعلیٰ حکام کو بھی بھیجی گئیں۔

قرآن مجید اور سائنس

اللہ تعالیٰ نے محترم ڈاکٹر پروفیسر عبد السلام صاحب کو جو قابلِ اعزاز سے نوازا اور آپ نے نوبل پرائز حاصل کیا۔ اس کی بنیاد بھی سراسر آپ نے قرآن حکیم پر رکھی اور اس طرح آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ واقعی قرآن مجید خدا کا قول اور سائنس خدا کا فعل ہے۔ چنانچہ آپ نے ۵ر جنوری ۱۹۸۶ء کو علی گڑھ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم میں کم و بیش ۷۵۰ آیات یعنی ⅛ قرآن کریم صرف علم اور سائنس کی تعلیم کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور ان میں سے کم از کم ۲۲۰ آیات صرف سائنس پر مبنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ اور اس کے افراد کو مختلف رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا کی ہے اور کرتا جا رہا ہے۔ سائنس کی دنیا میں قرآن کریم کی یہ ایک عظیم خدمت ہے۔

قرآن کریم کی زبان اُمّ الالسنہ ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کا نزول جو عربی زبان میں ہوا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت کارفرما ہے کہ عربی زبان اُمّ الالسنہ ہے یعنی عربی زبان سب زبانوں کی ماں ہے۔ چنانچہ بیسویں صدی کے نصف تک ماہرین لسانیات کا نظریہ یہ رہا کہ سنسکرت اُمّ الالسنہ ہے اور تمام زبانیں اس سے نکلی ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۵ء میں قادیان کی اس گمنام بستی سے ایک انقلاب آفرین کتاب "منن الرحمٰن" تصنیف فرمائی جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر بڑی تحدی سے یہ اعلان کیا کہ عربی زبان سب زبانوں کی ماں ہے۔ لیکن دنیا نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ اب وقت آ گیا تھا کہ تمام عالم میں اس کا اظہار ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ایک مخلص فرد مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر کو لسانیات کی دنیا میں یہ انقلاب انگیز کارنامہ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "منن الرحمٰن" کو بنیاد بنا کر ۲۶ سالہ عرق ریزی اور محنت شاقہ کے نتیجہ میں سد

"English Traced To Arabic Sanskrit Traced To Arabic." کتاب تالیف فرمائی۔ جزاہ اللہ خیراً۔ اس میں آپ نے دُنیا کی بڑی بڑی سینتالیس زبانوں کی لغات کو حل کرنے اور یہ ثابت کرنے کی سعادت پائی کہ ان کا ماخذ و منبع عربی ہے۔ جن میں اٹھارہ ایشیا کی۔ ۱۸ افریقہ کی اور ۱۷ امریکہ اور یورپ کی زبانیں شامل ہیں۔ جو کہ قرآن کریم کی ایک عظیم الشان خدمت ہے۔

قرآن حکیم یا قرآن ضخیم

بمبئی کے ہفتہ وار بلٹز میں جمہوریہ کے نامور عالم دین مولانا ابو الاسرار عتری اثاری ایک بیان میں فرماتے ہیں :۔

"پاکستان میں چالیس ٹن وزنی سنہری قرآن مجید تقریباً تیس لاکھ روپے کی لاگت سے تیار کیا جا رہا ہے جس میں مصوری اور خطاطی کے نامور نمونے موجود ہوں گے۔ کسی چیز کی عقیدت کیسے کیسے کارناموں کی محرک بن جاتی ہے دُنیا کو اس سے زیادہ کوئی فائدہ نہ ہوگا کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے ساتھ ساتھ اس کی بھی زیارت ہوا کرے گی۔ لیکن یہ قرآن مجید کی خدمت نہیں آرٹ کی خدمت ہوگی۔ قرآن مجید اپنے دعوے اور دلائل میں لاثانی ہے۔ وہ تدبر اور غور کرنے کے لائق ہے بڑی برکت والی کتاب ہے۔ اس کی بڑی خدمت یہ ہے اس کو کم از کم بیس زبانوں میں منتقل کیا جائے۔ اور اس کے نسخے مفت تقسیم کیے جائیں۔ یا دُنیا کی لائبریریوں میں ان کو بھیجا جائے تاکہ بندگان خدا قانون خداوندی اور مشیت الٰہی سے واقف ہوں۔ احمدیہ فرقہ کے لوگ اس میدان میں بہت آگے نظر آتے ہیں جنہوں نے تقریباً سولہ سترہ زبانوں میں قرآن کا ترجمہ کرنے میں پہل کی۔ جب قوم کے پاس کوئی ٹھوس پروگرام نہیں ہوتا تو وہ اپنی نمائش گاہ کی طرف رُخ کرتی ہے۔ اور "قرآن حکیم" کی جگہ "قرآن ضخیم" کو اہمیت دیتی ہے۔"

(بدر ۲۹ر جولائی ۸۳ء)

(ہفتہ وار بلٹز بمبئی ۱۵ر اگست)

تراجم قرآن کریم

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو اب تک متعدد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کی توفیق ملی ہے۔ چنانچہ اب تک درج ذیل زبانوں میں سے اکثر کے تراجم شائع ہو چکے ہیں اور بعض کے زیر طبع ہیں۔ جرمن ۔ انڈونیشین ۔ ڈینش ۔ سپرانٹو ۔ سواحیلی ۔ ڈچ ۔ لوگنڈا ۔ انگریزی ۔ یوروبا ۔ گورمکھی ۔ فرانسیسی ۔ کویتی ۔ یوگنڈی ۔ روسی ۔ زبان میں پاکٹ سائز ترجمہ ۔ اٹالین جاپانی ۔ چینی ۔ سپینش ۔ پرتگالی ۔ پولش ۔ فرنچ ۔ ہندی ۔ مع دیباچہ تفسیر القرآن' تفسیر کبیر کا عربی ترجمہ بھی شائع ہوا ہے۔ اسی طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق قرآن کریم کی تین سو منتخب آیات کو دُنیا کی کم از کم ایک سو معروف زبانوں میں ترجمہ کر دینے کا پروگرام زیر عمل ہے۔ انشاء اللہ العزیز صد سالہ جوبلی ۱۹۸۹ء سے قبل ہی یہ کام بھی مکمل ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قرآن حکیم کی عظیم الشان خدمات سر انجام دینے والی واحد جماعت ہے جبکہ اس کے غیر قرآن حکیم کی بجائے قرآن ضخیم کی خدمت پر نازاں و فرحاں ہیں۔ حضرت عثمان ابن عفان رضی سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود بھی قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہفتہ قرآن مجید

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہر سال بڑے ہی التزام کے ساتھ ہفتہ قرآن مجید مناتی ہے۔ جس میں باقاعدہ ایک پروگرام کے مطابق قرآن مجید کے مختلف پہلوؤں اور مضامین پر علماء سلسلہ احمدیہ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ تاکہ قرآن مجید کو ہم اس کے احکامات کی روشنی میں اپنے لئے لائحہ عمل بنا سکیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ٭

اخبار و افکار

قرآن کریم کُل عالم کی میراث ہے

قرآن حفظ کرنے کے سلسلہ میں کوئی تفریق نہیں رکھی جائے گی

لاہور کے ایک قاری رقمطراز ہیں :۔

روزنامہ "امروز" کے کالم "امروز فردا" (یکم مئی) میں تعلیمی اداروں میں حفظ قرآن کے عنوان سے جناب وزیر اعظم پاکستان کے جھنگ کے جلسہ عام میں قرآن کریم کے حافظ طلباء اور طالبات کو گریس مارکس دیئے جانے کے اعلان پر تبصرہ کرتے ہوئے تبصرہ نگار نے ایک ایسی بات کہی ہے جو پاکستان کے معروضی حالات میں سنہری حروف سے لکھ کر اس کی تختی صدر مملکت سے لے کر ایک عام کلرک کی میز پر رکھنے اور ہر چھوٹے بڑے عالم دین کے گلے میں تعویز کی طرح پہنائے جانے کے قابل ہے۔ لکھتے ہیں :۔

"ہمیں اُمید ہے کہ اس سکیم پر عملدر آمد کے سلسلہ میں وہی بے عیب طریق اختیار کیا جائے گا۔ جو "این سی سی" کے سلسلہ میں اختیار کیا گیا ہے۔ ہم یہ بھی عرض کریں گے کہ جس طرح "این سی سی" میں مذہبی تفریق کو روا نہیں رکھا جاتا اسی طرح قرآن حفظ کرنے کے سلسلہ میں بھی کوئی تفریق نہیں رکھی جائے گی۔ کیونکہ قرآن حکیم اللہ کی کتاب ہونے کے سبب کُل عالم کی میراث ہے؟"

قرآن کریم کے اللہ کی کتاب ہونے کے سبب کُل عالم کی میراث ہونے سے مجھے ایک بات یاد آگئی۔ قیام پاکستان سے پہلے انگلستان جانے والے بتاتے ہیں کہ اس وقت وہاں اتنی مساجد نہ تھیں جتنی اب ہیں۔ اور نہ قرآن کی ملکیت کا کوئی جھگڑا ہوتا تھا نہ ہی سر بمہر کی جاتی تھیں۔ مگر یہ دیکھ حیرانی ہوتی تھی کہ تقاریب میں شامل ہونے والے غیر مسلم عیسائی بھی تعظیم کی خاطر نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ ہاتھ باندھتے تھے اور اِدھر اُدھر کے نمازیوں کو دیکھ کر ان کی طرح حرکات و سکنات کرتے تھے۔

مگر رہتے عیسائی کے عیسائی تھے۔ اور پادری اُن کو اپنے حلقہ سے خارج بھی خیال نہ کرتے تھے۔ نہ ہی پولیس میں کوئی پرچہ درج ہوتا تھا۔

قرآن میں کلمہ طیبہ بھی ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کے احکام بھی ہیں۔ اگر کوئی مسلمان نہ ہوتے ہوئے بھی ان میں سے بعض پر عمل پیرا ہو۔ جس طرح وہ عیسائی نماز میں شامل ہوا کرتے تھے تو ہمیں خوش ہونا چاہیئے۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا دِل اس نور سے منور کر دے۔

مگر پاکستان میں کچھ عرصہ سے کلمہ طیبہ لکھنے لکھانے مٹانے اور آداب نماز کی ادائیگی پر پکڑ دھکڑ کا سلسلہ بعض کم ظرف علماء کے واویلا سے شروع ہے۔ یہ نظارہ دیکھ کر کیا یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ قرآن حکیم کُل عالم کی میراث ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ سارے عالم کو چھوڑ کر "اللہ کی کتاب" کو ایک گروہ میں محدود کر دینا اس کی عظمت کی دلیل نہیں رہتی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

(بشکریہ ہفت روزہ لاہور لاہور ۵/۸۷ ۲۳)

اخبار بدر آپ کا قومی ترجمان ہے۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا قومی فریضہ ہے! (مینیجر بدر)

عید الاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی کا انتظام

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحب استطاعت مسلمان پر عید الاضحیہ کی قربانی دینے کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس ارشاد گرامی کے مطابق احباب جماعت مقامی طور پر قربانی دیتے ہیں اور بعض دوست یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے عید الاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی دینے کا انتظام کر دیا جائے تو امارت مقامی کی طرف سے ہر سال ایسا انتظام کر دیا جاتا ہے۔

بعض مخلصین جماعت نے اس سال قادیان میں ان کی طرف سے عید الاضحیہ کے موقعہ پر قربانی کا انتظام کروائے جانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے ایک جانور کی قیمت کا اندازہ دریافت کیا ہے۔ سو ایسے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قربانی کی شرائط کو پورا کرنے والے جانور کی اوسط قیمت ۔/۴۵۰ روپے تک ہے۔ بعض احباب کی خواہش ہوتی ہے کہ عید کے موقعہ پر اچھے جانور کی قربانی کی جائے تو اس امر کا خیال رہے کہ لازماً ایسے جانور کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

ضروری اعلان بسلسلہ انتخاب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بھارت

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان بھارت کے انتخاب کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ پانچ سال یعنی دسمبر ۱۹۸۷ء سے دسمبر ۱۹۹۲ء تک کے لئے انتخاب کی کارروائی انشاء اللہ العزیز اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مورخہ ۱۹.۱۲.۸۷ کو مجلس شوریٰ میں عمل میں آئے گی۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل ہدایات مدنظر رکھنی ضروری ہیں۔

(۱): ـــ صدر لجنہ مرکزیہ قادیان کا قادیان میں رہائش پذیر ہونا ضروری ہے۔

(۲): ـــ تین نام قادیان سے انتخاب کر کے تمام لجنات کو بھجوا دیئے جائیں گے ہر لجنہ اپنی تمام ممبرات سے اجلاس عام میں ووٹ لے کر تجویز شدہ نام نمائندہ کے ذریعہ جلسہ سالانہ پر بھجوائیں۔

(۳): ـــ جلسہ سالانہ کے موقع پر یہ انتخاب اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہندوستان بھر سے اس موقعہ پر بھارت کی لجنات کی نمائندگان مرکز میں تشریف لاتی ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ اس سال ہر لجنہ کم از کم ایک نمائندہ شرکت کے لئے ضرور بھجوائے گی۔

(۴): ـــ اگر کسی وجہ سے کسی لجنہ کی نمائندہ انتخاب کے موقعہ پر شرکت نہ کر سکے تو ایسی لجنہ اپنی رائے تحریری طور پر بذریعہ رجسٹری ۱۰ر نومبر ۱۹۸۷ء تک دفتر لجنہ مرکزیہ کے پتہ پر ضرور بھجوا دیں۔

(۵): ـــ ہر لجنہ اپنی ممبرات کی تعداد کے لحاظ سے ہر بیس ممبرات پر ایک نمائندہ چن کر بوقت انتخاب مرکز میں بھجوا سکتی ہے۔ بیرون قادیان لجنات سے اگر ممبرات کی تعداد کے مطابق زیادہ نمائندگان نہ آسکتی ہوں تو اس موقعہ پر کم از کم ایک نمائندہ ضرور آئے۔

(۶): ـــ بیرون قادیان لجنات جس کو اپنا نمائندہ بنا کر بھجوائیں اسے اپنی لجنہ کی رائے سے آگاہ کر دیں تاکہ انتخاب کے موقعہ پر وہ اس ممبر کے حق میں ووٹ دے جس کے بارے میں اس کی لجنہ نے فیصلہ کیا ہو۔ اس نمائندہ کی اپنی ذاتی رائے نہیں ہونی چاہیئے۔

(۷): ـــ ہر نمائندہ کے پاس اپنی صدر لجنہ مقامی کی تصدیقی چٹھی ہونی چاہیئے کہ وہ اس لجنہ کی طرف سے بطور نمائندہ شرکت کر رہی ہے۔ ایسی تصدیق کے بغیر اس کو شرکت کی اجازت نہیں ہوگی۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان بھارت

(قسط اوّل)

فدیۃ الصیام کی رقوم مرکز میں بھجوانے والے احباب

جن احباب نے ماہ رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام کی رقوم مرکز قادیان میں بھجوائیں، جماعتی نظام کے تحت مستحقین میں تقسیم کر دی گئیں۔ بغرض دعا ان کے نام شائع کئے جا رہے ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضلوں سے نوازے اور رمضان المبارک کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

امیر جماعت احمدیہ قادیان

مکرم محمد عثمان صاحب	سورب
״ سیٹھ محمد معین الدین صاحب مع اہلیہ	حیدرآباد
مکرمہ صورت النساء صاحبہ	کرڈاپلی
״ سعیدہ حبیب صاحبہ	حیدرآباد
״ بدر النساء صاحبہ	چنتہ کنٹہ
مکرم سیٹھ عبد الغفور صاحب	چنتہ کنٹہ
״ عطاء الرحمن صاحب	کیرنگ
״ ایس ایم مشتاق صاحب	لکھنؤ
״ یوسف احمد الہ دین صاحب	سکندرآباد
״ راشد الرحمن صاحب بذریعہ مکرم صالح محمد الہ دین صاحب	سکندرآباد
مکرمہ خلعت صاحبہ	
مکرم سیٹھ محمد بشیر صاحب	حیدرآباد
״ غلام حیدر خان صاحب	حیدرآباد
״ شریف احمد صاحب	پٹنہ
״ حاجی عبد القیوم صاحب	لکھنؤ
״ قمر الدین صاحب	سکندرآباد
״ محمد عبد اللہ صاحب ڈی ایس پی مع اہلیہ	حیدرآباد
״ سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب	حیدرآباد
مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ	حیدرآباد
مکرم سی پی علی کٹی صاحب	پینگاڈی
״ کے محمد کویا صاحب	کینانور
مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ	حیدرآباد
״ اہلیہ مکرم ایم اے صمد صاحب	حیدرآباد
״ نورجہاں کے رحمن صاحبہ	کینانور
مکرم محمد نہدی صاحب	مائیڈسیہ

مکرم ایس کے یوسف الدین صاحب	سندرگڑھ
״ ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب	ایران
مکرمہ ڈاکٹر فاطمہ صاحبہ	ایران
״ امیر بی بی صاحبہ	کیرنگ
״ فاطمہ بیگم صاحبہ	کسورا
״ عابدہ بی بی صاحبہ	کیرنگ
مکرم ایس آر رزاق صاحب	اورنگ آباد
״ محمد باشو میاں صاحب	وڈمان
مکرمہ سید فضل آرا صاحبہ	پٹنہ
مکرم محمد بشیر الدین صاحب لندن (بذریعہ ایم اے رشید صاحب گلبرگہ)	
״ سردار محمد صاحب	حیدرآباد
״ بشیر الدین صاحب	حیدرآباد
مکرمہ نورجہاں صاحبہ	حیدرآباد
مکرم غضنفر شفیق خان صاحب بذریعہ [illegible]	
״ عبد المجیب شاہد صاحب، مکرم فضل احمد عابد صاحب۔ بذریعہ مکرم محمود رشید صاحب	حیدرآباد
مکرم محسن خان صاحب	بھاگلپور
״ شیخ ابراہیم صاحب	موہولی بی مائنز
״ محمود احمد صاحب، مکرمہ عالیہ پروین صاحبہ (بذریعہ سردار محمد صاحب حیدرآباد)	
مکرم محمد مظفر الدین صاحب، مکرم محمد ظہیر الدین صاحب، مکرمہ سعیدہ انصاری صاحبہ (بذریعہ مکرم میر احمد اشرف صاحب)	
״ محمد یوسف صاحب زبیری	گلبرگہ

(باقی آئندہ)

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بھارت کا دوسرا سالانہ اجتماع

مورخہ ۹، ۱۰، ۱۱ر اخاء/اکتوبر ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کو منعقد ہوگا

جملہ عہدیداران و ممبرات لجنات اماء اللہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے دوسرے سالانہ اجتماع کے لئے ۹، ۱۰، ۱۱ر اکتوبر ۱۹۸۷ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرما دی ہے۔ الحمد للہ۔

ہر لجنہ اس روحانی اجتماع کے موقع پر زیادہ سے زیادہ ممبرات بھجوانے کی کوشش کریں۔ نیز اجتماع کے مقابلہ جات میں حصہ لینے کے لئے زیادہ سے زیادہ لجنہ، ناصرات کی ممبرات کو لائحہ عمل ۱۹۸۷ء میں دیئے گئے نصاب کے مطابق تیار کر کے لانے کی کوشش کریں۔

چندہ اجتماع: ـــ تمام لجنات جلد از جلد چندہ اجتماع پانچ روپے فی ممبر کے مطابق وصول کر کے مرکز میں بھجوائیں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

نذرانۂ عقیدت

:- خدا تعالیٰ نے اس قدر نوازا کہ قرآن مجید میں آل عمران اور مریم کے نام سے دو سورتیں نازل فرمائیں ان میں بہت سے سبق ہیں جو دائمی استفادے کے لئے محفوظ کر دیئے گئے۔ بیان ہوا ہے کہ آل عمران کی ایک عورت یعنی والدہ مریم علیہا السلام نے اپنے حمل میں جو بچہ تھا (جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا) اس کو خدا کی راہ میں وقف کر دیا۔ جب ولادت ہوئی تو لڑکی تھی لیکن خدا کی نظر اس مخلص خاتون کی قربانی اور وقف کی روح اور نیت پر تھی۔ چنانچہ رب شکور نے اس رنگ میں اس نذرانہ عقیدت کو قبول فرمایا کہ حضرت مریم کو ایک روحانی مقام عطا فرمایا اور اپنے الہام سے نوازا اور پھر خارق عادت نشان کے طور پر بغیر خاوند کے بیٹا عطا فرما کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مقام نبوت سے سرفراز فرمایا۔

چھوٹی سے چھوٹی خیر کو بھی معمولی نہ سمجھو

:- یہ سبق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پاک نمونہ سے دیا۔ جو اس قابل تھا کہ ہمیشہ کے لئے اس کو محفوظ کر لیا جاتا چنانچہ مدین کی طرف جاتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو عورتوں کے مویشیوں کو پانی پلایا اور اس بے غرض خدمت کو ادا کرنے کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے درخواست کی۔ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ٥

(قصص : ۲۵)

کہ اے میرے رب اپنی بھلائی میں سے جو کچھ تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں

ایک اور پیاری دعا

:- جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مافی ضمیر کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی طاقت پانے کے لئے کی۔ ان الفاظ میں خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں محفوظ فرمائی ہے۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ٥ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ٥ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي ٥ يَفْقَهُوا قَوْلِي ٥ (طٰہٰ : ۲۶ تا ۲۹)

اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے اور جو فرض مجھ پر ڈالا گیا ہے اس کو پورا کرنا میرے لئے آسان کر دے اور اگر میری زبان میں کوئی گرہ ہو تو اسے بھی کھول دے حتیٰ کہ لوگ میری بات آسانی سے سمجھنے لگیں۔

الغرض اس طرح کی بہت سی ثابت حقیقتیں اور دائمی صداقتیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں محفوظ فرما کر اس کو ایک عظیم کتاب بنا دیا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"قرآن کریم نے جس قدر تقویٰ کی راہیں اختیار کیں اور ہر طرح کے انسانوں اور مختلف عقل والوں کی پرورش کرنے کے طریق سکھلائے۔ ایک جاہل، عالم اور فلسفی کی پرورش کے راستے ہر طبقے کے سوالات کا جواب۔ غرضیکہ کوئی فرقہ نہ چھوڑا جس کی اصلاح کے طریق نہ بتلائے۔ یہ ایک دقیقہ ہر وقت تھا جیسے کہ فرمایا۔ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ یعنی یہ وہ صحیفہ ہے جس میں کل سچائیاں ہیں سو یہ کیسی مبارک کتاب ہے کہ اس میں سب سامان اعلیٰ درجہ تک پہنچنے کے موجود ہیں۔" (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام سامان ہدایت سے استفادہ کرنے کی توفیق بخشے آمین

(محمد انعام غوری، قائمقام ایڈیٹر)

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۶/۵/۳۱ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD

PH. 275475
RES:- 273903

CALCUTTA-700073

اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْآنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE 270203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE. PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072

قرآن کتاب رحماں سکھائے راہ عرفاں جو اسکے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں

رائچوری الیکٹریکلس الیکٹرک کنٹریکٹر

RAICHURI ELECTRICALS

ELECTRIC CONTRACTOR

TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCT.

PLOT NO. 6, GROUND FLOOR

OLD CHAKALA, OPP. CIGARETTE FACTORY

ANDHERI (EAST)

PHONES {OFFICE- 6348179
RESI- 629389}

BOMBAY 400099

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

کراچی میں

معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں

الرؤف جیولرز

۱۶ خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ شمالی ناظم آباد۔ کراچی

(فون نمبر:- ۶۱۷۰۶۹)

حدیث شریف

قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

(طالب دعا)

AUTOWINGS,

13- SANTHOME HIGH ROAD.

MADRAS-600004.

PHONES {76360
74350

آٹو ونگس

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِىْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیش کردہ } کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس، سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر:۔ شیخ محمّد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!"

(ارشاد حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

NO. 75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J. C. ROAD, BANGALORE -560002.
PHONE :- 228666.

محتاجِ دعا:۔ اقبال احمد جاوید مع برادران، جے۔ این روڈ لائنز
اینڈ جے۔ این انٹرپرائسز

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے۔" } ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی، وی۔ اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس!

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS.
6 - ALBERT VICTOR ROAD, FORT.
GRAM:- MOOSA RAZA } BANGALORE -560002.
PHONE:- 605558.

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے!
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SARA Traders
WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS.
SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD - 500002.
PHONE NO. 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

فون نمبر:۔ ۴۲۹۱۶ ——— ٹیلیگرام "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز:۔ کرشڈ بون۔ بون میل۔ بون سینیوس اور ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)
نمبر ۲/۴/۲۴۰ عقب کاچیگوڑہ ریلوے سٹیشن۔ حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے!

(ملفوظات حضرت مسیح موعود)

AIR®
CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

Regd. No P. GDP-3

The Weekly Badr QADIAN 143516

Phone No. 35

2nd & 9th JULY 1987. QURAN-E-MAJEED NUMBER PRICE Rs. 2-00.

BANI ®

موٹر گاڑیوں کے ربر پارٹس

ESTABLISHED 1956

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

AUTOMOTIVE PARTS MANUFACTURERS

HEAD OFFICE : BANI HOUSE 56 TOPSIA ROAD (SOUTH)
CALCUTTA 700 046 PHONE : 43-5206 43-5137
CITY SHOWROOM 5 SOOTERKIN STREET CALCUTTA 700072 PHONE : 23-1574 CABLE : AUTOMOTIVE

طالبانِ دعا :۔ ظفر احمد بانی۔ مظہر احمد بانی، ناصر احمد بانی و محمود احمد بانی
پسران میاں محمد یوسف صاحب بانی مرحوم و مغفور

Only Title Printed at HAMDARD PRINTING PRESS JALANDHAR